عبداللہ بن سباء

و ایمانیاتِ اہل تشیع

وجود ابن سباء عقائد ابن سباء اور
ایمانیات اہل تشیع کا تقابلی جائزہ

تالیف از: بندۂ خدا

عبداللہ بن سباء وایمانیات اہل تشیع

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحات
1	مقدمہ	3
2	حرف آغاز	4
3	شیعت مذہب قدیم فلسفوں کی آماجگاہ	7
4	ابتدائے شیعت	19
5	منکرین عبداللہ بن سباء	25
6	منکرین ابن سباء کے اعتراض اوران پر رد	27
7	عبداللہ بن سباء شیعہ کتب کی روشنی میں	29
8	سبائی فرقے	31
9	اہل سنت محققین اور بن سباء	31
10	عبداللہ بن سباء کے بارے راجح قول	39
11	ایمانیات کیاہیں	41

12	دین کا مفہوم کیا ہے	43
13	اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات کی تفصیل	55
14	تناسب شیعہ وقرآنی ایمانیات	68
15	تناسب ایمانیات ابن سباء واہل تشیع	73
16	اہل تشیع وتحریف القرآن	75
17	قرآن میں لفظی تحریف	80
18	تمت بالخیر	86

مقدمہ

آیة:

(سورة النساء 4 آیت: 136)

یاَیّھا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ الۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ الۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائی گئی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

Oh you who have believed, believe in Allah and His Messenger and the Book that He sent down upon His Messenger and the Scripture which He sent down before. And whoever disbelieves in Allah His angels, His books, His messengers, and the Last Day has certainly gone far astray.

آیۃ:

(سورۃ الفرقان 25 آیت: 2)

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا

ترجمہ: اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔

He to whom belongs the dominion of the heavens and the earth and who has not taken a son and has not had a partner in dominion and has created each thing and determined it with [precise] determination.

نوٹ: ان دو آیات میں اللہ تعالی نے امت مسلمہ کے ایمانیات بیان فرمائے ہیں اور ایمان لانے والوں کو حکم دیا ہے کہ ان چیزوں پر دل سے یقین رکھو جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ اللہ پر ایمان لانا ۴۔ رسولوں پر ایمان لانا

۲۔ فرشتوں پر ایمان لانا ۵۔ آخرت پر ایمان لانا

۳۔ نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانا ٦۔ تقدیر پر ایمان لانا۔

غرض وغایت: ہم اس رسالے میں چند امور پر بحث کریں گے عبداللہ بن سباء حقیقت ہے یا کہ صرف ایک فسانہ، عبداللہ بن سباء کے عقائد اور عبداللہ بن سباء کے عقائد کو کس قوم نے اپنے اصولِ الدین ایمانیات یا عقائد بنایا نیز اُمّتِ مسلمہ کے ایمانیات کیا ہیں اللہ کریم سے شرفِ قبولیت چاہتے ہیں

تمہید: اہل تشیع کا ایک طبقہ عبداللہ بن سباء کے وجود کا انکاری ہے، جبکہ دوسرا طبقہ عبداللہ بن سباء کے وجود کا اقراری تو ہے لیکن اِس کے عقائد سے برات کا اظہار کرتا ہے ہماری بحث کا محور اصولِ دین، عقائد یا ایمانیات ہیں نا کہ عبداللہ بن سباء کا وجود اور اہل تشیع کے اصول الدین عقائد یا ایمانیات جن کو عبداللہ بن سباء نے گھڑا اور تشیع نے ان کو اپنا دین بنایا

حرف آغاز

ہم دنیا کے مختلف محققین مفسرین محدثین و مورخین کے اقوال سے اپنے موضوع کی ابتداء کرتے ہیں کہ وہ تشیع اور دین تشیع وعقائد تشیع کے بارے کیا رائے رکھتے ہیں ہماری کوشش ہو گی کہ مضامین زیادہ طویل نا ہوں تاکہ قارئین کو پڑھتے ہوئے کوفت محسوس نا ہو تو ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ کیا فرماتے ہیں دنیا کے مختلف محققین بعض محققین کی رائے ہے کہ شیعت

کی بنیاد یہودیت پر قائم ہے(القمی مقالات والفرق صفحہ 19-20)(فرق الشیعہ صفحہ 22)(رجال الکشی 108-109) اِن متقدمین شیعہ علماء نے عبداللہ بن سبا کے نظریات (وصیت، امامت، الوہیت رجعت اور تبراء ولعن طعن) کا تذکرہ کیا ہے جو کہ بعد میں شیعہ مذہب کے اصول الدین ایمانیات یا عقائد بن گئے مجلسی (بحارالانوار جلد 51 صفحہ 72) پر لکھتا ہے کہ بارہواں امام جب ظاہر ہوگا تو اس کا جسم اسرائیلی ہوگا پہلا اور جامع ترین بیان امام شعبی سے مروی ہے کہ شیعہ اور یہود کے فکری و نظریاتی اصولوں میں بڑی مشابہت پائی جاتی کہ شیعہ بھی یہود کے نقش قدم پر گامزن ہیں جو کہتے ہیں کہ یقیناالیاس علیہ السلام اور فنحاس علیہ السلام بن العازار بن ھارون علیہ السلام آج تک زندہ ہیں شیعہ میں جہالت غلواور خواہش کی پیروی جیسی خصلتیں موجود ہیں جن کے سبب ایک اعتبار سے وہ نصاری سے مشابہت رکھتے ہیں۔(منہاج السنۃ امام ابنِ تیمیہ جلد 2 صفحہ 6)(ابن حزم الفصل جلد 5 صفحہ 37)(تہذیب التہذیب جلد 5/5) ایک مستشرق عالم گولڈ زہیر (العقیدۃ والشریعۃ صفحہ 215) میں لکھتاہے کہ شیعہ میں رجعت کا عقیدہ . یہودیت اور نصرانیت کے زیر اثر پیدا ہواہے ایک مستشرق عالم فریڈ لینڈر (العقیدۃ والشریعۃ صفحہ 100)میں لکھتا ہے شیعوں نے اپنے بنیادی عقائد یہودیت سے اخذ کیے ہیں ایک مستشرق عالم فلہوزن (أحزاب المعارض صفحہ 170)میں شیعیت کو یہودیت سے ماخوذ بتاتا ہے اور ان دونوں کے درمیان فکری مشابہت کا تذکرہ کرتا ہے (پروفیسر احمد امین فجر الاسلام صفحہ 276) میں لکھتے ہیں کہ شیعہ کا رجعت کا عقیدہ یہودیت کے زیر اثر ہے شیعہ کہتے ہیں کہ شیعہ شخص پر تھوڑی مدت کے سوا آگ حرام کی گئی ہے یہی بات بعینہ یہود کہتے ہیں اسی طرح امام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مسیح کی نسبت کے مانند ہے یہ عیسائی اثرات کا نتیجہ ہے بعض محققین شیعہ مذہب کو فارسی اثرات کی پیداوار قرار دیتے ہیں کہتے ہیں سہ اھل فارس وسعت سلطنت دوسری اقوام پر غلبے اور ان کے دلوں میں رعب ودبدبہ کے سبب اپنے آپ کو احرار اور اسیاد کہا کرتے تھے اور دوسرے تمام لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے تھے لیکن جب عرب کے ہاتھوں زوالِ حکومت کی آزمائش سے دوچار ہوئے جبکہ عرب اہلِ فارس کی نظر میں سب سے کم وقعت کے حامل تھے انہوں نے مختلف اوقات میں جنگ وجدال کے ذریعے اسلام کو مٹانا چاہا لیکن ہر بار اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا تو ان لوگوں نے سوچا کے سازشی طریقہ کار سے کامیابی کی امید زیادہ ہے اس بنا پر ان میں سے ایک گروہ نے بظاہر اسلام قبول کر لیا اور اہل بیت کی محبت اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم کا پروپیگنڈا کیا اس طرح شیعان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی طرف مائل کیا اور ان کو مختلف راستوں پر چلاتے رہے حتی کہ انہیں راہ ھدایت سے برگشتہ کر دیا۔(ابن حزم الفصل جلد 2 صفحہ 273)(المقریزی الخطط جلد 2 صفحہ 251) بعض محققین کہتے ہیں کہ اہل عرب کا شیوہ زندگی آزادی اور حریت تھا جبکہ اہل فارس کا نظام زندگی بادشاہت و ملوکیت پر قائم تھا بادشاہ بادشاہ ہی کے خاندان سے بنتا تھا اور وہ لوگ خلیفہ کے لیے انتخاب کے معنی سے بھی ناآشنا تھے چنانچہ جب رسول ﷺ وفات پا گئے اور اپنے پیچھے جانشینی کے لیے کوئی اولاد نہ چھوڑی تو اب لوگوں میں رسول ﷺ کے سب سے قریبی رشتہ دار آپؐ کے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے

لہذا اگر خلافت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم جیسے کسی شخص نے حاصل کی ہے تو اس نے اصل حقدار سے یہ حق غصب کیا ہے جبکہ اھل فارس بادشاہت اور شاہی خاندان میں اس کی موروثیت کو دین کی حد تک مقدس سمجھا کرتے تھے لہذا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کو بھی اسی نظریے سے دیکھا اور کہا کہ امام کی فرمانبرداری ضروری ہے اور اس کی اطاعت گذاری در حقیقت اللہ کی اطاعت گزاری ہے۔ فارس کے لوگ بہت بڑی تعداد میں اسلام میں داخل ہوئے لیکن اپنے قدیم عقائد سے کلیتاً چھٹکارا نہ پاسکے اور گزرتے دنوں کے ساتھ ساتھ اپنے انہیں قدیم نظریات کو اسلامی رنگ میں بنا سنوار کر پیش کرتے رہے اسی بنا پر شیعہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی طرف انہی نظروں سے دیکھتے ہیں جن نظروں سے وہ فارسی اپنے اولین آباواجداد ساسانی حکمرانوں کو دیکھا کرتے تھے۔(تاریخ المذاھب الاسلامیہ جلد 1 صفحہ 37)(فجر الاسلام صفحہ 277)(دراسات في الفرق صفحہ 23)(احزاب المعارضات وسیاست صفحہ 168)(السیاسۃ العربیہ صفحہ شیخ ابوزھرہ(تاریخ المذاھب الاسلامیہ جلد 1 صفحہ 38) میں فرماتے ہیں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شیعہ بادشاہت اور اس کی موروثیت سے متعلق فارسی افکار سے متاثر ہیں اسی لئے شیعہ مذہب اور اہل فارس کے بادشاہی نظام کے درمیان بڑی واضح مشابہت پائی جاتی ہے جس کی مزید تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اہل فارس شیعہ ہیں اور اولین شیعہ کو فارسی النسل قرار دیا جاتا ہے جب مسلمانوں کے ہاتھوں ملک ایران فتح ہوا تو قیدیوں میں ایک ایرانی بادشاہ یزد گرد کی بیٹی بھی تھی جس سے حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور ان سے اس کا بیٹا علی بن حسین تولد ہوا فارسیوں نے اپنے بادشاہ کی بیٹی سے پیدا ہونے والی اولاد کو اپنے قدیم بادشاہوں کا وارث خیال کیا اور سمجھا کہ علی بن حسین رح۔ اور ان کی اولاد کی رگوں میں فارسی حکمران یزد گرد کی بیٹی سے تولد پذیر ہونے کے ناطے ایرانی اور ان کے مقدس ساسانی بادشاہوں کا خون دوڑتا ہے(تاریخ یعقوبی جلد 2 صفحہ 248)(الکافی جلد 1 صفحہ 53)(سمیر اللیثی الزندقہ صفحہ 52)(عبداللہ الغریب وجاء دور المجوس صفحہ 77)(النشار نشاۃ الفکر الفلسفی جلد 2 صفحہ 111)(عبدالرزاق الحصان المھدی المھدویہ صفحہ 82)حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسی خصوصیات اور صفات سے متصف کرتے ہیں جو بشری طاقت سے ماوراء ہیں اور مافوق الفطرت قرار دیتی ہیں یہاں تک کہ ان کو الہ قرار دیتے ہیں(رجال الکشی صفحہ 12 تا 27)(مقالات الاسلامیین جلد 1 صفحہ 88)ابولولو فیروز مجوسی جس نے خلیفہ راشد عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اسے یہ لوگ بابا شجاع الدین کہا کرتے تھے اور جس دن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجوسی کے ہاتھوں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تھے اس دن کو شیعہ لوگ عید مناتے ہیں الجزائری نے کئی روایات نقل کی ہیں(الکنی والالقاب جلد 2 صفحہ 55)(انوار النعمانیہ جلد 1 صفحہ 108 روایات میں یہ اعتراف واقرار موجود ہے کہ یوم نوروز مجوسیوں کا تہوار اور ان کی عید ہے، اور شیعہ بھی مجوسیوں کی طرح اس دن کی تعظیم کرتے ہیں(معتبس الاثر جلد 29 صفحہ 202،203)(المجلسی بحار الانوار باب عمل یوم النیروز جلد 98 صفحہ 419)(وسائل الشیعۃ باب استحباب صوم یوم نیروز والغسل فیہ لبس انظف الثیاب والطیب جلد 7

صفحہ346)(بحارالانوار جلد39صفحہ108)بعض محققین نے شیعہ مذہب کو قدیم ایشیائی مذاہب بدھ مت وغیرہ کے عقائد پر مبنی قرار دیا ہے شیعت ہی کے زیر سایہ تناسخ ارواح، تجسیم الٰہی اور حلول جیسے دیگر عقائد جو زمانہ قبل از اسلام میں براہمہ، فلاسفہ اور مجوس کے ہی معروف تھے مسلمانوں میں پھیل گئے بعض مستشرقین بھی شیعہ میں بہت سے غیر اسلامی عقائد کے سرایت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیعہ میں یہ عقائد مجوسیت، مانویت اور بدھ مت وغیرہ مذاہب سے منتقل ہوئے ہیں جو ظہور اسلام سے قبل ایشیا میں رائج تھے(تاریخ المذاهب الاسلامیہ لابی زہرہ جلد 1 صفحہ 37)(المعجم الفلسفی صفحہ 55)(التعریفات للجرجانی صفحہ 103،93)(التدمیریہ صفحہ32 ضمن(مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ جلد 3)(منہاج السنہ جلد 2 صفحہ 97تا145)(درء تعارض العقل والنقل جلد 1 صفحہ 119-118)(الملل والنحل جلد 1 صفحہ 232) (الرازی الاعتقادات فرق المسلمین والمشرکین صفحہ 137)(فجر الاسلام صفحہ 277)(المنیہ والعمل صفحہ 60)(شرح الطحاویہ صفحہ 18)مختصر تحفہ اثنا عشریہ کے مولف فرماتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی یہود و نصاری اور مجوس و مشرکین کے ساتھ مکمل مشابہت پائی جاتی ہے پھر انہوں نے ان مذاہب کے تمام فرقوں کے ساتھ شیعہ مذہب کی مشابہت کی وجوہات ذکر کی ہیں اسی طرح بعض محققین کا کہنا ہے کہ جب ہم نے شیعہ فرقوں پر تحقیق اور ان کا مطالعہ کیا تو ان میں تمام مذاہب و ادیان کے عقائد موجود تھے جن کو مٹانے کے لئے اسلام دنیا میں آیا تھا(ابوالبرکات عبدالفتاح الوحدانیہ صفحہ 125)۔

تبصرہ: دنیا کے مختلف محققین کی رائے شیعہ اور شیعت مزہب کے بارے میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ شیعت اسلام نہیں ہے بلکہ شیعت تو مختلف مذاہب کے مختلف عقائد کا مجموعہ ہے اب ہم آپ حضرات کے سامنے چند ایسے عقائد پیش کرتے ہیں جو دوسرے مذاھب سے لیے گئے ہیں اور شیعہ مذھب قدیم فلسفوں کی آماجگاہ بن گیا۔

شیعت قدیم فلسفوں کی آماجگاہ

جیسا کہ ہم ماقبل دنیائے محققین کی آراء میں ذکر کر چکے ہیں کہ شیعت اسلام نہیں ہے بلکہ مختلف مذاہب کے مختلف عقائد کے مجموعے کا نام ہے ہم ایسے چند عقائد کا مختصراً ذکر کر رہے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔۔۔ عقیدہ تجسیم الٰہی:

تجسیم کی گمراہی یھود میں مشہور اور منتشر تھی۔(کتاب تقویم فصل 23آیت 22)(کتاب تثنیہ فصل 24آیہ 10)(کتاب قضاۃ فصل 6 آیہ 11)(کتاب الخروج فصل 24 آیہ 4)لیکن مسلمانوں میں سب سے پہلے اس گمراہی کا آغاز روافض نے کیا اسلئے امام رازی نے کہا ہے کہ یہودیوں کی اکثریت اللہ تعالی کو بندوں کے ساتھ تشبیہ دینے والی تھی اور اسلام میں تشبیہ

کے ظہور کا آغاز ہشام بن حکم، ہشام بن سالم جوالیقی، یونس بن عبدالرحمن قمی، اور ابو جعفر الاحول جیسے رافضیوں نے کیا۔ (اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین صفحہ 97) یہ تمام مذکورہ لوگ وہ ہیں جن کو شیعہ علماء کا ہراول دستہ اور اپنے مذہب کے ناقلین میں سے ثقہ شمار کریاجاتاہے (اعیان الشیعہ جلد 1 صفحہ 106)(مقالات الاسلامیین جلد 1 صفحہ 106،109،110) شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ نے اس جھوٹ کو پھیلانے والے سب سے پہلے شخص کا تعین کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا وہ شخص جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالی جسم ہے وہ ہشام بن حکم ہے (منہاج السنہ جلد 1 صفحہ 20) ان سے پہلے امام ابو حسن اشعری نے مقالات الاسلامیین میں ذکر کیا ہے کہ اوائل شیعہ مجسمہ اللہ کا جسم قرار دینے والا فرقہ تھا پھر انہوں نے ان کا تجسیم کے بارے میں مذہب بیان کیا (مقالات الاسلامیین جلد 1 صفحہ 106 تا 109) عبدالقاہر بغدادی کہتے ہیں کہ ہشام بن حکم نے یہ دعوی کیا کہ اس کا معبود ایک طویل و عریض اور عمیق ایک محدود جسم ہے اس کی لمبائی اس کی چوڑائی کے برابر ہے (فرق بین الفرق صفحہ 95) وہ مزید کہتے ہیں ہشام بن سالم جوالیقی تجسیم اور تشبیہ میں انتہائی زیادہ افراط کا شکار ہے کیونکہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کا معبود انسان کی صورت پر ہے اور اس کے انسان کے طرح کے حواس خمسہ ہیں. (الفرق بین الفرق صفحہ 28 اور صفحہ 69) یونس بن عبدالرحمن بھی تشبیہ کے باب میں افراط میں مبتلا ہے۔ (الفرق بین الفرق صفحہ 70) پھر انہوں نے اس کے اسی سلسلے میں چند اقوال نقل کئے ہیں ھشام نے کہا اس کا رب اپنی سات بالشتوں کے برابر ہے (الفصل جلد 5 صفحہ 40) اسفرایني نے بھی ہشام بن حکم اور اس کے پیروکاروں کا تجسیم کے متعلق نظریہ نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ صاحب دانش پہلی نظر ہی میں جان جاتا ہے جس کا یہ نظریہ ہو اس کا اسلام میں کوئی حِصّہ نہیں (التبصیر فی الدین صفحہ 24) نظریات کی کتابوں میں ھشام بن حکم کے تجسیم کے نظریے پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے (التنبیہ والرد صفحہ 24)(الملل والنحل جلد 1 صفحہ 183 187 188)(السکسکی البرھان صفحہ 41)(المیزان جلد 6 صفحہ 194)(الفرق الاسلامیۃ صفحہ 57)(تاریخ الفرق الاسلامیہ صفحہ 300)

۲ ۔۔۔عقیدہ تعطیل الہی:

اہل کتاب صابئہ اللہ تعالی کو سلوب کے ساتھ موصوف کرتے تھے البیرونی نے حران کے صابئہ کے متعلق ذکر کیا ہے کہ وہ اللہ تعالی کو سلب کے ساتھ موصوف کرتے ہیں ایجاب کے ساتھ نہیں۔ یعنی وہ کہتے ہیں اس کی کوئی حد بندی ہو سکتی ہے نہ وہ دیکھا جاسکتا ہے اور وہ ظلم وزیادتی نہیں کرتا خدا کو وہ مجازاً اسماء حسنی کا نام دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک حقیقت میں کوئی بھی صفت نہیں وہ تدبیر کو فلک اور اجرام فلکی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ صفحہ 205) صابئہ یہود اور نصاریٰ کے درمیان ایک قوم ہے جس کا کوئی مذہب نہیں۔ (تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 146)(ابن کثیر جلد 1 صفحہ 107) امام

رازی فرماتے ہیں کہ صابئہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں ستاروں کی پوجا کرنے والی قوم تھی۔(اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین صفحہ 144)شہرستانی ذکر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں دو فرقے تھے ایک صابئہ دوسرا حنفا تھا اسی طرح دوسرے محققین نے بھی صابئہ کے بارے لکھا ہے(الملل والنحل جلد 1 صفحہ 234)(التبصیر فی الدین صفحہ 89)(الخطط للمقریزی جلد 2 صفحہ 344)(الرد علی المنطقیین صفحہ 279،278)امام ابوالحسن اشعری نے مقالات الاسلامیین میں ذکر کیا ہے کہ شیعہ متاخرین میں کچھ لوگ تجسیم کا قول چھوڑ کر تعطیل الہی کی صفات معطل کرنے کے قائل ہوگئے تھے(مقالات الاسلامیین جلد 1 صفحہ 106 تا 109)شیعہ عالم محمد حسینی قزوینی جس کو یہ تیرہویں امام کا لقب دیتے ہیں کیونکہ اس نے ان کے مظلوم امام زمانہ سے تین مرتبہ ملاقات کی اللہ تعالی کے وصف میں کہتا ہے کہ اس کا کوئی جز نہیں جس کا کوئی جز نہیں اس میں کوئی ترکیب نہیں ہوتی جو مرکب نہ ہو وہ جوہر اور عرض نہیں ہوتا جو جوہر نہ ہو وہ عقل نفس معدہ صورت اور جسم نہیں ہوتا اور جو جسم نہ ہو وہ مکان، زمان، جہت اور وقت میں نہیں ہوتا جو کسی جہت میں نہ ہو اس کی مقدار ہوتی ہے نہ کیفیت نہ رتبہ۔جس کی مقدار کیفیت اور جہت نا ہو اس کی کوئی وضع نہیں ہوتی اور جس کے وقت اور جگہ میں وضع نہ ہو اس کی نسبت اور اس کی طرف کسی چیز کی اضافت نہیں ہوتی لہذا جس کی نسبت نہ ہو اس کا کوئی فعل وانفعال نہیں ہوتا جس کا کوئی جسم ہو نا رنگ نہ مکان نہ جہت وہ دیکھا جا سکتا ہے نہ اس کا کوئی ادراک کیا جا سکتا ہے(قلائد الخرائد في اصول عقائد صفحہ 50)(نھج المسترشدین صفحہ 45-47)(مجالس الموحدین فی اصول الدین صفحہ 21)

۳۔۔عقیدہ حلول الہی:

انسان اللہ کی ذات کا جزء اور حصہ ہے یہ عقیدہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا، ہندومت کے عقیدہ اوتار بدھ مت کے عقیدہ نرواں اور جین مت کے ہاں بت پرستی کی بنیاد یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔(یہودی اسی فلسفہ حلول کے تحت عزیر کو اور مسیحی عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا(جزء)قرار دیا دیکھیں[سورۃ التوبۃ:30)اہل تصوف کے عقائد کی بنیاد بھی یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔(مولانا اقبال کیلانی۔کتاب التوحید۔حدیث پبلیکیشنز،2شیش محل روڈ لاہور۔صفحہ 70-71)شیعہ مزہب کے متقدمین علماء نظریہ حلول کے قائل ہوگئے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالی رسول ﷺ اور ائمہ میں حلول کر گیا ہے اور اسی طرح کہتے اللہ تعالیٰ پنجتن میں حلول کر گیا ہے(مقالات الاسلامیین صفحہ 15-25) حلول الہی کے موضوع پر شیعہ کتب میں کثیر عبارات ملتی ہیں

عبارت: لنا مع الله حالة نحن فيهاهووهوفيهانحن مع ذالک هو هوونحن نحن.

ترجمہ: ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جس میں ہم وہ یعنی اللہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی اللہ ہے اور ہم آئمہ ہم ہی ہے (جلاء العیون جلد 2 مقدمہ ثانی صفحہ نمبر 63)

عبارت: خطبة البيان۔۔۔وقال (عليه السلام): اناالذى عندى مفاتيح‌الغيب لا يعلمها بعد محمد (صلى الله عليه و آله و سلم) غيرىوقال (عليه السلام): انا بكل شىء عليم وقال (عليه السلام): انا الذى قال خير رسول الله: انا مدينة العلم وعلى بابها. وقال (عليه السلام): انا ذوالقرنين المذكور فى الصحف الاولى.وقال (عليه السلام): انا الحجرالمكرم التى(152) يتفجر منه اثنتا عشرة عيناً.وقال (عليه السلام): انا الذى عندى خاتم سليمان.وقال (عليه السلام): انا الذى اتولى حساب الخلايق.وقال (عليه السلام): انا اللوح المحفوظ.وقال (عليه السلام): انا مقلب القلوب والابصار (ان الينا ايابهم ثم ان علينا حسابهم).(181)وقال (عليه السلام): انا الذى قال رسول الله(189) (صلى الله عليه و آله و سلم): يا على، الصراط صراطك والموقف موقفك.وقال (عليه السلام): انا الذى عنده علم الكتاب على ما كان وما يكون.وقال (عليه السلام): انا آدم الاول، انا نوح الاول. انا ابراهيم الخليل حين القى(198) فى النار. انا موسى مونس المومنين.وقال (عليه السلام): انا مفجر العيون، انا مطرد الانهار.وقال (عليه السلام): انا داحى الارضين، انا سماك السموات.وقال (عليه السلام): اناالذى عندى فصل الخطاب، انا قسيم الجنة والنار.وقال (عليه السلام): انا ترجمان وحى الله، انا معصوم من(231) عندالله.وقال (عليه السلام): انا حجة الله على من فى السموات وعلى من فى الارضين.وقال (عليه السلام): انا خازن علم الله، انا قائم بالقسط.وقال (عليه السلام): انا دابة الارض.(246)وقال (عليه السلام): انا الراجفة وانا الرادفة.(249)وقال (عليه السلام): انا الصحيحة بالحق يوم الخروج الذى لا يكتم عنه(254) خلق السموات والارض.وقال (عليه السلام): انا اول(261) ما خلق الله حجة وكتب على حواشيه لااله الا الله، محمد رسول الله، (صلى الله عليه و آله و سلم) على ولى الله ووصيه (عليه السلام).وقال عليه السلام:(277) ثم خلق الارضين فكتب اطرافها لا اله الا الله محمد رسول الله (صلى الله عليه و آله و سلم) وعلى وصيه (ع).وقال عليه السلام: ثم خلق اللوح فكتب على حدوده لا اله الا الله، محمد رسول الله (صلى الله عليه و آله و سلم) على وصيه (ع).وقال (عليه السلام): انا الساعة التى(279) اعتد لمن كذب بها سعيراً. وقال (عليه السلام): انا (ذلک الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين).(294) وقال (عليه السلام): انا اسماء الله الحسنى التى امر الله ان يدعى بها.وقال (عليه السلام): انا النور الذى اقتبس منه موسى فهدى.وقال (عليه السلام): انا هادم القصور.وقال (عليه السلام): انا مخرج المومنين من القبور.وقال (عليه السلام): انا الذى عندى الف كتاب من كتب الانبياء.وقال (عليه السلام): انا المتكلم بكل لغة فى الدنيا. وقال (عليه السلام): انا صاحب نوح ومنجيه، انا صاحب ايوب المبتلى ومنجيه وشافيه، (311) انا صاحب يونس و منجيه.وقال (عليه السلام): انا اقمت السموات السبع بنور ربى وقدرته الكاملة.وقال

(عليه السلام): انا الغفور الرحيم وان عذابى هو العذاب الاليم. (318)وقال (عليه السلام): اناالذى(327) بى اسلم ابراهيم الخليل لرب العالمين أقر بفضله.وقال (عليه السلام): انا عصاء الكليم وبه آخذ بناصية الخلق اجميعن.وقال (عليه السلام): انا الذى نظرت فى عالم الملكوت(334) فلم نجد غيرى شىء وقد غاب.وقال (عليه السلام): انا الذى أحصى هذا الخلق وان كثروا حتى أردهم الى اللهوقال (عليه السلام): انا الذى (ما يبدل القول لدى وما أنا بضلام للعبيد)(346)وقال (عليه السلام): انا ولى الله فى الارض والمفوض اليه امره و(353)[حاكم فى عباده.وقال (عليه السلام): انا الذى بعثت النبيين والمرسلين.وقال (عليه السلام): انا الذى دعوت الشمس والقمر فأجابونى.وقال (عليه السلام): انا فطرت العالمين.وقال (عليه السلام): انا داحى الارضين وعالم بالاقاليم.وقال (عليه السلام): انا امر الله والروح.وقال (عليه السلام): انا الذى قال الله لنبيه: (ألقيا فى جهنم كل كفار عنيد)(413)وقال (عليه السلام): انا الذى ارسيت الجبال وبسطت الارضين، انا مخرج العيون ومنبت الزروع(421) ومغرس الشجار ومخرج الثمار.وقال (عليه السلام): انا الذى اقدر اقواتها ومنزل المطر ومسمع الرعد ومسرق البرق.وقال (عليه السلام): انا الذى اقوم الساعة، انا الذى ان امت فلم امت وان قتلب فلم اقتل.وقال (عليه السلام) : انا الذى أعلم ما يحدث آناً بعد آن وساعة بعد ساعة، انا الذى أعلم خطرات القلوب ولمح العيون وما تخفى الصدور(445)وقال (عليه السلام) : انا صلوة المومنين وزكوتهم وحجهم وجهادهم.وقال (عليه السلام): انا الناقور الذى قال الله تعالى: (فاذا نقر فى الناقور)(456) وانا صاحب النشر الاول والاخر، انا اول ما خلق الله نورى وانا وعلى من نور واحد.وقال (عليه السلام): انا صاحب الكواكب ومزيل الدول، انا الذى هو صاحب الزلازل والرجفة، انا صاحب المنايا وصاحب البلايا ويا فصل الخطاب.وقال (عليه السلام): انا صاحب ارم ذات العماد، التى لم يخلق مثلها فى البلاد ونازلها بما فيها وانا المنفق الباذل بما فيها.وقال (عليه السلام):انا الذى اهلكت الجبارين والفراعنة المتقدمين بسيفى ذىالفقار.وقال (عليه السلام): انا الذى حملت النوح فى السفينة التى عملها، انا الذى انجيت ابراهيم من ناز نمرود ومونسه، وانا مونس يوسف الصديق فى الجب ومخرجه، انا صاحب موسى والخضر ومعلمها.وقال (عليه السلام): انا منشأ الملكوت فى الكونوقال (عليه السلام): انا البارىء، انا المصور فى الأرحام.وقال (عليه السلام): انا الذى ابرء الأكمه وادفع الأبرص واعلم الضماير، انا انبئكم بما تأكلون وماتدخرون فى بيوتكم.وقال (عليه السلام): انا البعوضه التى ضرب الله بها مثلا.وقال (عليه السلام): انا الذى قرر الله اطاعنى فى الظلمة.وقال (عليه السلام): انا الذى كسوت العظام لحماً، ثم أنشأته بقدره الله.وقال (عليه السلام): انا الذى هو حامل عرش الله مع الابرار من ولدى وحامل العلم، انا الذى اعلم بتأويل القرآن والكتب السالفة، انا المرسوخ فى العلم.وقال (عليه السلام): انا وجه الله فى السموات والارضين، كمال قال الله: (كل شىء هالک الا وجهه)(487) انا صاحب الجبت والطاغوت ومحرقهما.وقال (عليه السلام): انا باب الله الذى قال الله تعالى: (ان الذين كذبوا باياتنا

واستكبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط وكذلك نجزى المجرمين)(490)وقال (عليه السلام): انا الذى خدمنى جبرئيل وميكائيل، انا الذى ردت على الشمس مرتين، اناالذى خص الله جبرئيل وميكائيل بالطاعة لى.وقال (عليه السلام): انا اسم من اسماء الله الحسنى وهو الاعظم الاعلى.وقال (عليه السلام): انا صاحب الطور وانا صاحب الكتاب المسطور وانا بيت الله المعمور وانا الحرث والنسل وانا الذى فرض الله طاعتى على كل قلب ذى روح متنفس من خلق الله.وقال (عليه السلام): انا الذى انشر الاولين والاخرين، انا قاتل الاشقياء بسيفى ذىالفقار ومحرقهم(500) بنارىوقال (عليه السلام): انا الذى اظهرنى الله على الدين، انا منتقم من الظالمين، انا الذى أرى دعوة الامم كلها، انا الذى ارد المنافقين عن حوض رسول الله.وقال (عليه السلام): انا باب فتح الله لعباده من دخله كان آمنا ومن خرج منه كان كافراً، انا الذى بيده مفاتيح الجنان ومقاليد النيرانوقال (عليه السلام): انا الذين جهد(505) الجبابره باطفاء نور الله وادحاض حجة فيابى الله الا ان يتم نوره وولايته اعطى الله نبيه نهر الكوثر واعطانى نهر الحيوة، انا مع رسول الله (صلى الله عليه و آله و سلم) فى الارض فعرفنى الله من يشاءوقال (عليه السلام): انا قائم فى ظلمة خضر(508) حيث لا روح يتحرك ولا نفس يتنفس غيرىوقال (عليه السلام): انا علم صامت ومحمد علم ناطقوقال (عليه السلام): انا صاحب القرون الاولى، انا جاوزت موسى الكليم واغرقت فرعون، انا عذاب يوم الظلةوقال (عليه السلام): انا آيات الله وامين الله، انا احيى واميت، انا الخلق وارزق، انا السميع، انا العليم، انا البصير، انا الذى اجود السموات السبع والارضين السبع فى طرفة عين، انا الاول وانا الثانى.وقال (عليه السلام): انا ذوالقرنين هذة الامة.وقال (عليه السلام): انا صاحب الناقة التى اخرجها الله لنبيه صالح.وقال (عليه السلام): انا الذى انفخ (فى الناقور فذلك يومئذ يوم عسير على الكافرين غير يسير.(519)وقال (عليه السلام): انا الاسم الاعظم و هو (كهيعص).(520)وقال (عليه السلام): انا المتكلم على لسان عيسى (فى المهد صبياً)(526) انا يوسف الصديق، انا المتقلب فى الصور.وقال (عليه السلام): انااالاخرة والاولى، انا أبدى وأعيد، انا فرع من فروع الزيتون وقنديل من قناديل النبوة.وقال (عليه السلام): انا مظهر كيف الاشياء.وقال (عليه السلام): انا الذى ارى اعمال العباد لايعزب عنى شىء فى الارض ولافى السماء.وقال (عليه السلام): انا مصباح الهدى، انا مشكوة الذى فيها نور المصطفى، انا الذى ليس عمل عامل الا به معرفتى.وقال (عليه السلام): اناخازن(532) السموات وخازن الارض، اناقائم بالقسط، انا عالم بتغير الزمان وحدثانه، انا الذى اعلم عدد النمل ووزنها وخفتها ومقدار الجبال ووزنها وعدد قطرات الامطار.وقال (عليه السلام): انا آية الكبرى التى اراها الله فرعون وعصى.وقال (عليه السلام): انا اقتل القتلتين احيى مرتين واظهر الاشياء كيف شئتوقال (عليه السلام): انا الذى رميت وجه الكفار وبكف تراب فرجعوا هلكى، انا الذى جحدوا ولايتى الف امة فمسخوهم.وقال (عليه السلام): انا المذكور فى سالف الزمان وخارج وظاهر فى

آخرالزمان.وقال (عليه السلام): انا قاصم فراعنة الاولين ومخرجهم ومعذبهم فى الاخرين، انا معذب الجبت والطاغوت ومحرقهم ومعذبهم يغوث ويعوق ونسراً.وقال (عليه السلام): انا متكلم بسبعين لساناً ومفتى كل شىء على سبعين وجهاً، انا الذى اعلم ما يحدث فى الليل والنهار أمراً بعد امر وشيئاً بعد شىء الى يوم القيمة.وقال (عليه السلام): انا الذى عندى اثنان وسبعون اسماً من اسماء العظام.وقال (عليه السلام): انا الذى ارى اعمال الخلايق فى مشارق الارض ومغاربها لايخفى على منهم شىء.وقال (عليه السلام): انا الكعبة والبيت الحرام والبيت العتيق، انا الذى يملكنى الله شرق الارض وغربها فى طرفة عين ولمح البصر.وقال (عليه السلام): انا محمد المصطفى، انا على المرتض كما قال النبى (صلى الله عليه و آله و سلم): على ظهر منى، انا الممدوح بروح القدس، انا المعنى الذى لايقع عليه اسم ولا شبه.وقال (عليه السلام): انا اظهر الاشياء الوجودية كيف اشاء، انا باب حطتهم(537) التى يدخلون فيها.

مختصر ترجمہ: جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں بعد رسول میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔۔۔میں وہ ذوالقرنین ہو جس کا ذکر صحف اولی میں ہے۔۔میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت و نار ہوں میں اول آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں میں پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کا جاری کرنے والا ہوں نہرو کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں حلم کا پہاڑ ہوں میں امیر المومنین ہوں چشمہ یقین ہو میں زمین و آسمان میں حجت خدا ہوں میں متزلزل کرنے والا ہوں میں بجلی کی کڑک ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں وہ نور ہو جس سے موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کا اقتباس کیا۔۔صور کا مالک ہوں میں قبروں سے مردوں کو نکال کر زندہ کرنے والا ہوں میں یوم النشور کا مالک ہوں ۔میں ایوب بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں آسمانوں کو قائم کرنے والا ہوں ،۔۔۔۔۔۔۔۔میں وہ حی ہوں جسے موت نہیں میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا میں خلیفۃ اللہ ہوں کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آگے شیعہ مصنف لکھتا ہے کہ مولیٰ کائنات کا یہ فرمان خلاف قرآن اور اسلام نہیں بلکہ عین اسلام ہے (شیعہ مصنف سید ظہور الحسن خطیب شیعہ ملتان جلاءالعیون جلد 2 مقدمہ ثانی صفحہ 61-60)

نوٹ: خطبۃ البیان کو بعض شیعہ محققین غیر ثقہ اور من گھڑت کہتے ہیں جب کہ جابجا خطبۃ البیان کے اقتباسات کو ممبروں پر بیان کیا جاتا ہے اور شیعہ تفاسیر اور اصول الاربعہ خطبۃ البیان کی ہم معنی روایات سے بھری پڑی ہیں جن کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ عقیدہ توحید کے تحت بیان کی جائے گی (ہم معنی روایات کے مختلف حوالہ جات)(الکافی جلد 1 کتاب الحجۃ میں کثیر ابواب

باندھے گئے ہیں)(الکافی جلد 1 صفحہ 440)(الکافی جلد 1 صفحہ 442-441)(الکافی جلد 1 صفحہ 435)(بحار الانوار باب جوامع معجزات جلد 42 صفحہ 17۔50)(بحار الانوار باب ماورد من غرایب معجزات جلد 42 صفحہ 50تا56)(بحار الانوار ما ظھر عند الضریح المقدس من المعجزات والکرامات جلد 42 صفحہ 311تا339)(الکافی جلد 1 صفحہ 457)(بحار الانوار جلد 39 صفحہ 192)(بصائر الدرجات صفحہ 76)(بحار الانوار جلد 39 صفحہ 194)(خراج والجرائح صفحہ 82)مذکودہ حوالات میں خطبۃ البیان کے اقتباسات کی تائیدی روایات موجود ہیں

نتیجہ: اہل تشیع کا نظریہ حلول یعنی جزوالہی ہونا جو آئمہ میں حلول کر گیا ماخوذ از ما قبل الاسلام مذاہب ہے

۴۔۔۔عقیدہ تناسخ ارواح

وارث سرہندی لکھتے ہیں: تناسخ: روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں آنا۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق بار بار جنم لینا، جون بدلنا، چولا بدلنا، آوا گون(جامع علمی اردو لغت 469)(رابعہ اردو لغت جدید صفحہ 260)سید قاسم محمود صاحب تناسخ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "آوا گون" یعنی جون بدلنا بقول مولانا اشرف علی تھانوی ایک بدن سے دوسرے بدن کی طرف نفس ناطقہ کا انتقال ہندوستان میں اس اعتقاد کے لوگ عام ہیں بقول البیرونی ''جس طرح شہادت بہ کلمۂ اخلاص مسلمانوں کے ایمان کا شعار ہے، تثلیث علامت نصرانیت ہے اور سبت منانا علامت یہودیت، اسی طرح تناسخ ہندو مذہب کی نمایاں علامت ہے موصوف مزید لکھتے ہیں: عقیدہ تناسخ روح کے ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہونے کے معنی میں متعدد شیعی فرقوں میں بھی پایا جاتا ہے موصوف آخر میں لکھتے ہیں: ''تناسخ کا عقیدہ ہندومت اور شیعہ فرقوں کے علاوہ بدھ مت، قدیم یونانیوں اور دنیا کے دیگر مذاہب واقوام کے ہاں بھی پایا جاتا ہے اسلام کی صحیح تعلیمات اس عقیدے کے مخالف ہیں اور واضح طور پر اس کی تردید کرتی ہیں(شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا صفحہ 534)شیعہ متقدمین میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو تناسخ ارواح کا عقیدہ رکھتے تھے(مقالات الاسلامیین صفحہ 10)

روایت: یہ روایت بطور دلیل ہے کہ شیعت میں تناسخ ارواح کا عقیدہ پھیل چکا تھا

روایت شیعہ محدث مجلسی کہتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آئمہ اطہار علیہم السلام میں غلو یہ ہے کہ ان کو رب کہا جائے یا معبودیت میں پیدا کرنے اور رزق دینے میں انہیں خدا کا شریک ٹھہرایا جائے، یا یہ کہا جائے کہ اللہ انمیں حلول کر گیا ہے یا اللہ اور یہ ہستیاں ایک ہی چیز ہیں یایہ ہستیاں خدا کی طرف سے الہام و وحی کے بغیر علم غیب جانتے ہیں ۔یا آئمہ علیہم السلام کو انبیاء کہنا یا تناسخ ارواح کاقائل ہونا (اس کا معنی

سابقہ گفتگو میں گزر چکا ہے) یایہ کہنا کہ ان کی معرفت کے ساتھ اطاعت خدا کی ضرورتنہیں ہے اور انکی معرفت کے ہوتے ہوئے معصیت کو چھوڑنے والی تکلیف نہیں ہے(یعنی معصیت انجام دے سکتے ہیں) یہ تمام عقائد اورنظریات کفروالحاد اور دین سے بغاوت ہیں جس پر عقلیدلیلوں آیات وروایت نےدلالت کی ہےاوریہ بات آپ کومعلوم ہے کہ آئمہ علیہم السلام نے ان لوگوں سے برات کا اظہار کیا ہے، ان کے کفر کا حکم دیا ہے اور انکے قتل کا فیصلہ سنایا ہے ۔اگر تمہارےکانوں تک ایسے وہم ڈالنے والی روایات پہنچیں تو ان کی تاویل کی جائے گی یاوہ غالیوں کیمن گھڑت روایات ہیں اورخود شیعہ نے اقرار کیاہے کہ ہم میں ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں (باب فصل في بيان التفويض ومعانيه اس باب میں 25 روایات ہیں بحار الانوار جلد 25 صفحہ 346)علامہ قرطبیؒ نے رافضہ فرقوں میں سے ایک فرقہ تناسخیہ شمار کیا جن کا عقیدہ ہے کہ ارواح میں تناسخ ہوتا رہتا ہے جو کوئی محسن اور نیکوکار ہو اس کی روح نکلتی ہے اور ایسی مخلوق میں داخل ہو جاتی ہے جو اپنی زندگی کے ساتھ سعادت اندوز ہو رہی ہوتی ہے تفسیر قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبیؒ، آل عمران آیت 103 حافظ ابن حزم اندلسیؒ کا فتویٰ عقیدۂ تناسخ کے حاملین پر حافظ ابن حزمؒ نے اصحاب التناسخ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور انہوں نے واضح کیا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا تمام اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے۔ اور انہوں نے اس مسئلہ کو عقیدۂ توحید کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں۔

مسألة :و أن الأنفس حيث رآها رسول الله ﷺ ليلة أسرىٰ به أرواح أهل السعادة عن يمين آدم عليه السلام، و أرواح أهل الشقاء عن شماله عند سماء الدنياء لا تفني ولا تنتقل إلىٰ أجسام أخر، لكنها باقية حية حساسة عاقلة في نعيم أونكد إلىٰ يوم القيامة فترد إلىٰ أجسادها للحساب و للجزاء بالجنة أو النار؟ حاشى أرواح الأنبياء عليهم السلام و أرواح الشهداء فإنها الآن ترزق و تنعم۔ ومن قال بإنتقال الأنفس إلى أجسام أخر بعد مفارقتها هٰذه الأجساد فقد كفر.برهان هٰذا ما حدثناه عبدالله بن يوسف: ثنا أحمد بن فتح: ثنا عبدالوهاب بن... كان من أهل النار فالنار؛ ثم يقال له: هذا مقعدك الذي تبعث إليه يوم القيامة. ففي هذا الحديث إن الأرواح حساسة عالمة مميزة بعد فراقها الأجساد. وأما من زعم أن الأرواح تنقل إلى أجساد أخر فهو قول أصحاب التناسخ: وهو كفر عند جميع أهل الإسلام. وبالله تعالى التوفيق

ترجمہ: ارواح نہ تو فنا ہوتی ہیں اور نہ ہی دوسرے جسموں (برزخی) کی طرف منتقل ہوتی ہیں وہ باقی رہتی ہیں، زندہ رہتی ہیں، آرام وآسائش اور اذیت وتکلیف کو برداشت کرنے میں حساس وعاقل ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا پھر اچھے اعمال اور جنت وجہنم کے بدلے کے لئے ان کو ان کے جسموں کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے سوائے انبیائے کرام علیہم السلام اور شہدائے

کرام کی ارواح کے، کہ وہ اب بھی رزق اور نعمتوں سے سرشار ہیں اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ روحیں ان جسموں سے جدا ہونے کے بعد دوسرے جسموں میں منتقل کردی جاتی ہیں (یا بالفاظ دیگر ان ارواح کو برزخی اجسام دیئے جاتے ہیں) تو یقیناً یہ کفر ہے اور اس پر یہ دلیل ہے۔(المحلّٰی جلد 1 صفحہ 26-24)

۵۔۔ عقیدہ بداء

جس طرح اہل تشیع بداء کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں اسی طرح یہ منکر اور قابل مذمت مفہوم یہودیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے تورات میں جس میں یہودیوں نے اپنی خواہشات کے مطابق جس طرح چاہا تحریف کی، صریح اور صاف صاف عبارات ذکر ہوئی ہیں جو بداء کے مفہوم کی اللہ تعالی کی طرف نسبت کرنے پر مشتمل ہیں۔تورات میں ذکر ہوا ہے رب نے دیکھا کہ زمین پر لوگوں کی بُرائی بہت زیادہ ہو گئی اور رب زمین پر انسان کو پیدا کرنے پر نادم ہوا اور اس نے اپنے دل میں بڑا دکھ محسوس کیا رب نے کہا میں انسان کو ضرور زمین سے مٹادوں گا جس کو میں نے پیدا کیا ہے (کتاب التکوین چھٹی فصل آیت نمبر 5)(کتاب الخروج فصل 32 آیت 14-12)(کتاب قضاۃ دوسری فصل آیت 18)(صموئیل کی پہلی کتاب فصل 15 آیہ 10 آیت 34)(صموئیل کی دوسری کتاب فصل 24 آیہ 16)(کتاب اخبار الاول الایام فصل 21 آیت 1)(کتاب ارمیا فصل 42 آیۃ 10) (کتاب عاموس فصل 17 آیہ 3)(کتاب یونان فصل 3 آیہ 10) شہرستانی نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں بداء کے عقیدے کی ابتداء کو کیسانیہ مذہب کے مختار ثقفی سے جوڑا جب اس نے مصعب ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شکست کھائی جس میں ان کی کامیابی کا وعدہ دیا گیا تھا،

آیت: يمْحُوا اللَّه ما يشاءُ وَ يثْبِتُ،

ترجمہ: خدا ہر چیز کو جو وہ چاہے ختم کر دیتا ہے اور ہر اس چیز کو جو وہ چاہے ثابت کرتا ہے (سورہ الرعد آیہ 39)(التبصیر فی الدین صفحہ 29)(الفرق بین الفرق صفحہ 52-50)(الملل والنحل، جلد 1 صفحہ 171) شیعوں کی تاریخ میں بداء کے حوالے سے جو اہم تاریخی بات ذکر ہوئی ہے وہ امام صادق (ع) کے بڑے بیٹے اسماعیل جو امام کی زندگی میں ہی فوت ہو چکے تھے امام کا جانشین ہونے کے حوالے سے ہے۔اس حوالے سے امام صادق (ع) سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

ترجمہ: خدا کیلئے میرے بیٹے اسماعیل کے بارے میں حاصل ہونے والے بداء کی طرح کوئی بداء حاصل نہیں ہوا ہے یعنی خدا کیلئے میرے بیٹے اسماعیل کے بارے میں ظاہر ہونے والی چیز کی طرح کوئی چیز ظاہر نہیں ہوا چونکہ اُسے مجھ سے پہلے موت دی گئی تا کہ

لوگوں کو پتہ چلے کہ وہ میرے بعد امام نہیں ہے۔(صدوق، کتاب التوحید، صفحہ 334)(الکافی جلد 1 صفحہ 327) سلیمان ابن جریر کہتا ہے کہ رافضہ کے ائمہ نے اپنے پیروکاروں کے لئے دو نظریے گھڑے جن کے ہوتے وہ کبھی اپنے ائمہ کا جھوٹ ظاہر نہیں ہونے دیتے. 1 ----- بداء کا نظریہ 2 ----- تقیہ کی اجازت

(المقالات والفرق صفحہ 78)(فرق الشیعۃ صفحہ 64)(محصل افکار المتقدمین والمتاخرین للرازی صفحہ 240) بداء شیعہ کے کفر و ارتداد کے اسباب میں ایک نیا اضافہ ہے (المستصفی للغزالی جلد 1 صفحہ 115)

٦ ـــ متعة النساء : شیعہ مذہب کا عقیدہ متعۃ النساء بھی یہودیت اور عیسائیت سے ہی لیا گیا ہے جیسا کہ الکافی اور بائیبل کی روایت میں مناسبت پائی جاتی ہے اور متعۃ النساء کے لیے دونوں میں ایک جیسی شرائط ہیں

روایت: عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، ومحمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد جميعا، عن ابن عن جميل بن صالح، عن زرارة، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: لا تكون متعة إلا بأمرين أجل مسمى وأجر مسمى. نکاح متعہ کی دو شرائط زکر کی ہیں روایت میں

١ ـــ مقررہ وقت ٢ ـــ مقررہ قیمت

(الکافی ج 5/455 پانچ روایات ہیں)

بائیبل کی روایت:

A MAN SEDUCES A VIRGIN WHO IS NOT ENGAGED TO BE MARRIED AND LIES WITH HER, HE SHALL GIVE THE BRIDE-PRICE FOR HER AND MAKE HER HIS WIFE. IF HER FATHER UTTERLY REFUSES TO GIVE HER TO HIM, HE SHALL PAY MONEY EQUAL TO THE BRIDE-PRICE FOR VIRGINS

(EXODUS 22:16-17)

٧ ـــ عقیدہ کفارہ

یسائیوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسی علیہ السلام نے اپنی جان دے کر عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا تھا اور پھر شیعہ کا عقیدہ یوں ہے امام موسی الکاظم نے اپنی جان دے کر شیعوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا تھا اور وُہی ہمارے گناہوں کا کفّارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دُنیا کے گناہوں کا بھی (یوحنا کی انجیل باب 2 آیۃ 4) دُوسرے دِن اُس نے یِسُوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔(یوحنا کی انجیل باب 1 آیۃ 29) جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس

نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایاتاکہ ہم اُس میں ہو کر خُدا کے راست باز ہو جائیں۔(کرنتھیوں باب 5 آیۃ 21)اُسی نے ہمارے گناہوں کے لئےاپنے آپ کو دے دِیاتاکہ ہمارے خُدااور باپ کی مرضی کے موافق ہمیں اِس موجُودہ خراب جہان سے خلاصی بخشے۔(5 گلتیوں باب 1 آیۃ4)تبصرہ: قارئین ان نئے عہد نامہ کی بعض اقتباسات سے واضح ہوا کہ مسیح علیہ السلام جب لٹکائے گئے توانہوں نے تمام دنیاوالوں کے گناہوں کا کفارہ دیاجوان پر ایمان لائے اوراس کے لئے مسیح علیہ السلام نے اپنے اوپر لعنت تک کو مولا۔اور مزید یہ کہ عیسائیوں کو شریعت پر عمل کی بھی ضرورت نہیں بلکہ صرف یسوع پر ایمان ہی ان کی نجات کا باعث ہے،پولوس ایک جگہ کہتا ہے:تَو بھی یہ جان کر کہ آدمی شرِیعت کے اَعمال سے نہیں بلکہ صِرف یِسُوعلیہ السلام مسیح پر اِیمان لانے سے راست باز ٹھہرتا ہے خُود بھی مسیح یِسُوعلیہ السلام پراِیمان لائے تاکہ ہم مسیح پراِیمان لانے سے راست باز ٹھہریں نہ کہ شرِیعت کے اَعمال سے۔کیونکہ شرِیعت کے اَعمال سے کوئی بشر راست باز نہ ٹھہرے گا(گلتیون باب2 آیۃ12)

شیعہ روایت: علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى، عن بعض أصحابنا، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال: إن الله عز وجل غضب على الشيعة فخيرني نفسي أوهم، فوقيتهم والله بنفسي. محمد بن عیسی نے بعض اصحاب سے کہ امام کاظم علیہ السلام نے فرمایااللہ تعالیٰ شیعوں پر غضبناک ہواتواللہ نے مجھے اختیار دیا کہ میں یاوہ(موردامتحان میں ہوں)تو میں نے اپنے آپ کو خدا کی قسم چن کر انکو نجات دی(الکافی جلد 1 صفحہ 260)

۹ ۔۔۔ آئمہ کو بارہ کی تعداد میں محصور کرنا۔

شیعہ بارہ آئمہ کی امامت کے دعویدار ہیں حقیقت میں اس قدیم یہودی خیال کی طرف لوٹتی ہے جس کادانیال کی کتاب میں ذکر ہوا ہے کتاب دانیال میں یہ لکھاہواہیں جب مہدی وفات پاجائے گاتواس کے بعد سبط اکبر کی اولاد سے پانچ لوگ بادشاہ بنیں گے پھر پانچ سبط اصغر کی اولاد سے ہوں گے پھران میں سے آخری خلیفہ سبط اکبر کی اولاد میں سے کسی کے نام خلافت کی وصیت کرے گا اس کے بعداس کالڑکا بادشاہ بن جائے گااس طرح 12 بادشاہ ہوں گے اوران میں سے ہر ایک امام مہدی ہو گا۔(فتح الباری جلد 13صفحہ213)

تبصرہ: جیساکہ ھم حرف آغاز کے تحت دنیا کے مختلف محققین کے اقوال پیش کر چکے ہیں کہ شیعت نے اپنے مذہب کی بنیاد دنیاکے مختلف مذاہب کے مختلف عقائدپر رکھی ہے اوراس مجموعے کو شیعہ مذہب کانام دیاہے ہم چندایسے عقائد کی تفصیل بھی بیان کر چکے ہیں کہ کون ساعقیدہ کون سے مذہب سے لیاگیاہے اوراسکوشیعت کہاگیاہے اب ہم آپ حضرات کے سامنے شیعت

کی ابتداء کیسے ہوئی اور شیعہ محققین کے شیعہ مذہب کی ابتداء کے بارے میں کیا متضاد دعوے کرتے ہیں پیشِ خدمت ہے ابتدائے شیعت میں شیعت کے متضاد دعوے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

ابتدائے شیعت

ابتدائے شیعت کے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں اولین زمانے میں شیعہ صرف اس شخص کو کہتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل کہتا ہے اس لئے کسی کو شیعان عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے اور کسی کو شیعان علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے (الحور العین صفحہ 179)(المنیۃ والامل صفحہ 81)عہد اول میں شیعہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو محض علی رضی اللہ تعالی عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے تھے یہ لوگ اگرچہ شیعہ نام سے موسوم تھے لیکن پھر بھی وہ اہل سنت میں شامل تھے کیونکہ عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے پر فضیلت و فوقیت دینا کوئی ایسا اصول الدین کا مسئلہ نہیں جس کی بنیاد پر دوسرے کو گمراہ کہا جاسکے البتہ مسئلہ خلافت کی بنا پر ضرور مخالف کو گمراہ کہا جائے گا اہل سنت کے درمیان حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو متفقہ طور پر مقدم کرنے کے بعد عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی بابت اختلاف تھا کہ دونوں میں کون افضل ہے کسی نے عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل کہا اور اس مسئلے میں سکوت اختیار کیا یا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو چوتھے نمبر پر رکھا اور کسی گروہ نے علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہا اور ایک گروہ نے اس مسئلے میں توقف اختیار کیا لیکن پھر اہل سنت کے ہاں یہ بات طے ہوگئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہیں (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ جلد 3 صفحہ 153)(فتح الباری جلد 7 صفحہ 34)(منہاج السنہ جلد 2 صفحہ 60)شریک بن عبداللہ نے ایسے شخص کو شیعہ کہنے سے منع کیا تھا جو علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فوقیت دیتا ہے کیوں کہ یہ بات علی رضی اللہ تعالی عنہ سے اس بارے میں تواتر سے منقول امر کے خلاف ہے ان کے نزدیک شیعہ سے مراد معاونت اور متابعات ہے نہ کہ مخالفت اور کسی سے نفرت وعداوت کی بنا پر ترک تعلق کرنا (التنبیہ والرد صفحہ 18)(الفرق بین الفرق صفحہ 21)(التبصیر فی الدین صفحہ 16)(البرھان صفحہ 36)رسالۃ فی بیان مزاہب بعض الفرق الضالۃ۔ الورقۃ ۲ مخطوطامام ابن البط رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن زیاد بن جدیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابو اسحاق شیعی کوفہ تشریف لائے تو شمر بن عطیہ نے ہمیں کہا کہ ان کے پاس جاؤ چنانچہ ہم ان کے پاس بیٹھے تو لوگوں کی گفتگو کے دوران میں امام ابو اسحاق فرمانے لگے جب میں کوفہ سے نکلا تھا تو کوئی ایک شخص بھی اس بارے میں متردد نہیں تھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دوسرے تمام صحابہ کرام سے افضل اور مقدم ہیں لیکن اب جب میں آیا ہوں تو وہ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں (المنتقیٰ صفحہ 36)علامہ محب الدین خطیب فرماتے ہیں یہ بڑی اہم صریح تاریخی عبارت ہے جو شیعت کے مختلف مراحل کی تحدید کرتی ہے ابو اسحاق شیعی کوفہ شہر کے بہت بڑے عالم

تھے یہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت کے دوران میں ان کی شہادت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اور طویل عمر پا کر 127 ہجری کو فوت ہوئے چنانچہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت ابھی بچے ہی تھے حتیٰ کہ وہ خود اپنے متعلق بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے اوپر اٹھایا تو میں نے علی رضی اللہ عنہ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا اس وقت ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے اگرچہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کوفہ سے کب نکلے لیکن یہ بات طے ہے کہ جب کوفہ کے شیعہ لوگ حقیقتا علی رضی اللہ عنہ کے پیروکار اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل سے متعلق اپنے امام علی رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ابو بکر و عمر اللہ عنہما کی افضیلت کا اعتقاد رکھتے تھے وہ کب ان سے الگ ہونا شروع ہوئے اور ان کے اس راسخ عقیدے کے خلاف جانے لگے جو ان کے ایمان میں داخل تھا جس کا وہ کوفہ کے ممبر پر اعلان کرتے تھے یعنی یہ کہ وہ ان کے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور وزیر اور بہترین زمانے میں امت کے معاملے میں ان کے افضل ترین جانشین تھے (المنتقی صفحہ 360 361 حاشیہ) لیث بن ابی سلیم فرماتے ہیں میں نے اولین شیعہ کو دیکھا ہے وہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر کسی بھی شخص کو فضیلت و فوقیت نہیں دیتے تھے (المنتقی صفحہ 360 361) سیدنا علی کے زمانہ خلافت میں جتنے بھی مہاجر وانصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین اور ان کی پیروی کرنے والے تھے وہ سب ان کی قدر اور منزلت کو پہچانتے اور انہیں ان کے شایان شان مقام فضیلت پر فائز رکھتے تھے اور یہ سب لوگ کسی صحابی رسول کی تنقیص کو روا نہیں سمجھتے تھے چہ جائکہ ان کی تنقیص کرتے یا انہیں سب و شتم کا نشانہ بناتے (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ 3) زمانہ سلف میں ان کی اصطلاح میں غالی شیعہ وہ ہوا کرتا تھا جو عثمان زبیر طلحہ معاویہ اور علی رضی اللہ عنہم سے لڑنے والے دوسرے لوگوں پر حرف گیری اور ان کو سب و شتم کرنے کے درپے ہوتا تھا لیکن ہمارے زمانے اور معاشرے میں غالی شیعوں وہ شخص ہے جو ان سادات دین کی تکفیر کرتا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے برات کا اظہار کرتا ہے ایسا شخص یقینا گمراہ اور افتراء پرداز ہے (ذھبی میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 5۔6) (لسان المیزان جلد 1 صفحہ 9۔10) ابتداء شیعت میں دنیائے محققین اور خود شیعہ محققین نے مختلف دعوے کیے ہیں چند کا ذکر ہم کرتے چلیں.

نوٹ: ایک اعتراض عام طور پر کیا جاتا ہے کہ اہلسنت محدثین نے کثیر روایات اہل تشیع راویوں سے لی ہیں تو ما قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابتداء شیعت میں اختلاف صرف حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کی تفضیلت پر تھا اور کوئی اصولی اختلاف نہیں تھا اصول الدین اور عقائد کے حوالے سے تو حضرات اب ہم آپ حضرات کے سامنے اصولی اختلافی شیعہ کے ابتدائے شیعت کے بارے اقوال نقل کرتے ہیں جن کے اصول الدین امت مسلمہ سے الگ ہیں اصول استدلال الگ ہیں اصول الحدیث الگ ہیں جس کی وجہ سے وہ امت مسلمہ سے الگ ہیں

پہلا قول۔ شیعت کا ایک دعوی یہ ہے کہ شیعت ما قبل السلام سے ہی موجود تھی

۱۔روایت: بعث الله فيهم النبيين يدعونهم إلى الإقرار بالله وهو قوله: " ولئن سألتهم من خلقهم ليقولون الله ثم دعاهم إلا الإقرار بالنبيين، فأقر بعضهم وأنكر بعضهم، ثم دعاهم إلى ولايتنا فأقر بها والله من أحب وأنكرها من أبغض وهو قوله: " فما كانوا ليؤمنوا بما كذبوا به من قبل " ثم قال أبو جعفر عليه السلام: كان التكذيب ثم.

اس کے ہم معنی ۹ روایات الکافی میں موجود ہیں ابوالحسن سے مروی ہے کہ ولایت علی رضی اللہ انبیاءؑ کے تمام آسمانی صحیفوں میں مکتوب ہے اور اللہ تعالی کوئی ایسا رسول مبعوث نہیں فرمائے گا جس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کے وصی ہونے کا پیغام نہ ہو (الکافی جلد 1 صفحہ 36۔437)

۲۔روایت: ابو جعفر سے اللہ تعالی کے اس فرمان

SURUT NO : 20 AYAT NO : 115

وَ لَقَدۡ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ فَنَسِیَ وَ لَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾

سے متعلق مروی ہے یعنی ہم نے اس آدم سے محمد اور ان کے بعد والے ائمہ سے متعلق عہد لیا لیکن اس نے وہ توڑ دیا اور وہ اپنے ارادے میں مضبوط نہ تھا اور جن انبیاء کو اولوالعزم کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان سے محمد اور ان کے بعد اوصیا اور مہدی اور اس کی سیرت وصفات سے متعلق عہد لیا تھا اور انہوں نے اس پر عزم کیا اور اس کا اقرار کیا تھا (الکافی جلد 1 صفحہ 416)(علل الشرائع صفحہ 122)(الصافی جلد 2 صفحہ 80) (القمی جلد 2 صفحہ 65)(المحجۃ صفحہ 635)(بحار الانوار 11/۔278/26) (بصائر الدرجات صفحہ 21)

۳۔روایت: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی اللہ تعالی نے جو نبی بھیجا ہے بے شک اسے تمہاری ولایت کی دعوت دی ہے خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش (بحار الانوار جلد 11 صفحہ 60) (المعالم الزلفی صفحہ 303) (بصائر الدرجات للصفاء اور الاختصاص للمفید میں بھی موجود ہے)

۴۔روایت: ابو جعفر سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے۔یقیناً اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے ولایت علی کا پختہ عہد لیا ہے (المعالم الزلفی صفحہ 303)

۵۔روایت: ابو عبداللہ کہتے ہیں۔۔ہماری ولایت دراصل اللہ تعالی کی ولایت ہے ہر نبی اس کے ساتھ مبعوث ہوا ہے (مستدرک الوسائل جلد 2 صفحہ 192)(المعالم الزلفی صص 303)

٦۔روایت: شیعہ عالم بحرانی نے تو اس مسلے کے لیے ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے (باب ان الأنبیاء بعثوا الی ولایۃ الائمۃ المعالم الزلفی ص 303)

٧۔روایت: شیعہ نے کہا ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ تعالی کے تمام انبیاء ورسول اور تمام مومنین علی بن ابی طالب کی دعوت قبول کرنے والے تھے اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ انبیاء ورسول اور تمام مومنین کی مخالفت کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان سے محبت کرنے والوں سے بغض وعداوت رکھنے والے ہیں چنانچہ اولین و آخرین میں سے جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو ان سے محبت کرتا ہوگا چنانچے وہی جنت اور جہنم کی تقسیم کرنے والے ہیں (تفسیر صافی جلد 1 صفحہ 16)

٨۔ہم معنی روایات: (الکافی جلد 2 صفحہ 8) (الوافی جلد 2 صفحہ 155 جلد 3 صفحہ 10) (بحار الانوار جلد 35 صفحہ 151) (سفینۃ البحار جلد 1 صفحہ 729 (مستدرک الوسائل جلد 2 صفحہ 195) (الخصال جلد 1 صفحہ 270) (علل الشرائع۔ صفحہ 122۔174-144-136-135 الفصول المھمۃ صفحہ 159) (فرات الکوفی صفحہ 11۔13) (الصافی جلد 2 صفحہ 80) (البرھان جلد 1 صفحہ 86)

٩۔روایت: وسائل الشیعۃ۔الحر العاملی کہتا ہے کہ وہ روایات جن میں مروی ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوقات کی پیدائش کے وقت تمام انبیاء سے ولایت علی کا عہد و میثاق لیا تھا ایک ہزار سے زیادہ ہیں (الفصول المھمۃ صفحہ 159)

١٠۔روایت: النوری کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ہماری ولایت کو آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں اور تمام شہروں پر پیش کیا تھا (مستدرک الوسائل 195/2)

١١۔روایت: ھادی الطھرانی کہتے ہیں بعض روایات دلالت کرتی ہیں کہ ہر نبی کو ولایت علی کی دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ اس ولایت کو ہر چیز پر پیش کیا گیا تھا چنانچہ جس نے اسے قبول کر لیا وہ صالح بن گئی اور جس نے اس کو رد کر دیا وہ فاسد بن گئی (ودایع النبوۃ ص 115)

نوٹ: اہل تشیع کی یہ مندرجہ ذیل روایات ہیں جن سے اہل تشیع نے شیعت کی اسلام سے پہلے ابتداء ائمہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انبیاء پر فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

دوسرا قول: شیعت کی ابتداء کا دوسرا دعوی بعض رافضی قدیم و جدید ہر دور میں یہ دعوی کرتے رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود شیعہ کا بیج بویا اور یہ مذہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں معرض وجود میں آیا تھا چنانچہ بعض صحابہ کرام حیات نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی میں علی رضی اللہ عنہ سے تشیع اور خصوصی محبت کا تعلق رکھتے تھے شیعہ عالم قمی رقمطراز ہے

’’تمام فرقوں میں سب سے پہلے شیعہ فرقہ نمودار ہوا جس سے مراد علی ابن ابی طالب کا گروہ ہے انہیں زمانہ رسالت اور بعد میں شیعان علی کہا جاتا تھا یہ لوگ انہی کی پیروی اور ان کی امامت کے قائلین کے طور پر معروف و مشہور تھے ان میں مقداد بن اسود کندی سلمان فارسی ابو جندب بن جنادہ غفاری عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم شامل ہیں یہی لوگ ہیں جنہیں اس امت میں سب سے پہلے شیعہ لقب سے موسوم کیا گیا تھا (المقالات والفرق صفحہ-15)(نوبختی۔۔فرق الشیعۃ ص 17)(رازی۔۔الزینۃ۔ص 206)

محمد حسین آل کاشف الغطاء:

لکھتے ہیں۔اسلام کے کھیت میں سب سے پہلے خود صاحب شریعت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے شیعہ مذہب کا بیج بویا تھا یعنی شیعہ مذہب کی بنیاد دین اسلام کی بنیاد کے پہلو بہ پہلو رکھی گئی تھی (مؤلف اعتراف کر رہا ہے کہ شیعت کی بنیاد اسلام کی بنیاد سے الگ رکھی گئی تھی) پھر اس کو کاشت کرنے والا خود ہی اس کو اپنی نگھداشت میں پروان چڑھتا رہا حتی کہ یہ ان کی زندگی ہی میں تنومند درخت بن گیا اور ان کی وفات کے بعد پھل آور بن گیا (اصل الشیعۃ واصولھا ص 43)(اعیان الشیعہ جلد 1 صفحہ۔13۔16)(اثنا عشریہ اھل بیت صفحہ 29)(تاریخ الفقہ الجعفری صفحہ 105)(ھویۃ التشیع صفحہ 27)(ھکذا الشیعۃ صفحہ 4)(فی ظلال التشیع صفحہ 50 51)(الشیعۃ فی التاریخ صفحہ 29 30)(تاریخ الشیعۃ صفحہ 18)(بحث حول الولایت صفحہ 63)(اصول الدین صفحہ 18 19)

تیسرا قول: بعض نے شیعہ مذہب کی پیدائش کا دعوی دعوت ذوالعشیرہ کا بھی کیا ہے نبوت کے تیسرے سال دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت علیؓ کے خلیفہ وصی اور ولی ہونے کا اعلان۔

آیۃ:

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (214)

ترجمہ: اور تو اپنے سب سے قریبی قبیلے والوں کو ڈرا (الشعراء 214)(تفسیر قمی جلد 2/124)(صافی جلد 4/56)(مجمع البیان جلد 8/355)(ترجمہ مقبول 748)(تفسیر نمونہ جلد 8/591 اردو)(تفسیر المیزان جلد 15/475۔476)(علل الشرائع جلد 1/170)(شیعت کا مقدمہ صفحہ 149)

چوتھا قول: بعض غدیر خم کو بھی ابتداء شیعت سمجھتے ہیں موقف اہل تشیع۔ غدیر خم کے موقع پر سب سے آخری اہم اور پہلی دفعہ جو نازل ہوا وہ حکم خلافت علی رضی اللہ عنہ ہے۔

آیۃ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ.

(تفسیر نور الثقلین جلد 1/۔591۔587)(تفسیر عیاشی جلد 1/331۔332) البرھان جلد 1/487۔491(فرات الکوفی صفحہ 117۔121)(تفسیر الصافی جلد 10/1)(تفسیر انوار النجف صفحہ 139 تا 144)(تفسیر المتقین صفحہ 153)(ترجمہ و تفسیر مقبول احمد صفحہ 188)(تفسیر التبیان جلد 3 /588)(تفسیر کبیر منہج الصادقین فی الزام المخالفین جلد 3 /273تا275)

پانچواں قول: بعض لوگ شیعہ مذہب کے ظہور کی ابتدائی تاریخ یوم الجمل کو بتاتے ہیں محمد بن اسحاق بن محمد بن ابی یعقوب الندیم کہتا ہے "علی نے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم سے لڑائی کرنے کا قصد کیا حتی کہ وہ دونوں امر الہی کی طرف لوٹ آئے تو اس وقت علی نے اپنے ساتھ آنے والوں کا نام شیعہ رکھا اور انہیں اپنا شیعہ کہا تھا آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کے علاوہ ان کے اور نام الاصفیاء۔ الاولیاء۔ شرطۃ الخمیس اور الاصحاب بھی رکھے تھے (ابن ندیم الفہرست صفحہ 175)شیعہ مذہب کی ایجاد 37 ہجری کو ہوئی اس کے قائلین میں مشہور ترین(مختصر التحفة الاثنی عشرية کے مؤلف مختصر التحفة الاثنی عشرية صفحہ 5

MONTGOMERY WATT: ISLAM AND INTREGRATION OF SOCIETY P.104)

چھٹا قول: شیعہ مذہب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظہور پذیر ہوا جب کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کو امامت و خلافت کا سب سے زیادہ حقدار خیال کیا (العبر صفحہ 170۔171)(فجر الاسلام صفحہ 622)(ضحی الاسلام صفحہ 209/3) (الاسلام والخلافۃ صفحہ 62)(تاریخ الجمعیات السریۃ صفحہ 13)(مستشرقین)دائرۃ المعارف الاسلامیہ صفحہ 58)

ساتواں قول: شیعہ مذہب شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے فورا بعد معرض وجود میں آیا ایک مستشرق سٹر وتھمین کہتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خون ایک نظریے کے طور پر شیعہ مذہب کی اولین بنیاد تھی (دائرۃ المعارف الاسماعیلیہ 59/14)

آٹھواں قول: ابن حزم فرماتے ہیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور انہوں نے بارہ سال حکومت کی پھر ان کی شہادت کے ساتھ اختلاف شروع ہوا اور روافض کی ابتداء ہوئی (الفصل لابن حزم جلد 2 صفحہ 8) شیعہ مذہب کا بیج بونے والا شخص عبداللہ بن سبا یہودی تھا اس نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز عہد عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں کیا تھا متقدمین اور معاصر علماء و محققین کی ایک جماعت نے ثابت کیا ہے کہ شیعہ مذہب کی اولین بنیاد اسی شخص ابن سبا نے رکھی تھی جس کا ذکر اہل سنت اور شیعہ کتب دونوں ہی میں تواتر کے ساتھ منقول ہے (التنبیہ الرد صفحہ 18) (مقالات الاسلامیین جلد 1 صفحہ 86) (الفرق بین الفرق صفحہ 233) (الملل والنحل جلد 1 صفحہ 173 (التبصیر فی الدین صفحہ 81/ 82) (اعتقادات فرق المسلمین صفحہ 86) (المنیۃ والامل صفحہ -29) (لسان المیزان جلد 3 صفحہ 279 (تاریخ دمشق جلد 831/7) (الانساب جلد 7 صفحہ 46) (اللباب جلد 1 صفحہ 527) (البداء تاریخ جلد 5 صفحہ 129) (تاریخ طبری جلد 4 صفحہ 340) (الکامل جلد 3 صفحہ 77) (البدایہ والنہایہ جلد 7 صفحہ 168) (العبر جلد 2 صفحہ 160) (تبصیر اولی النھی الورقۃ 14) (مجموع الفتاوی جلد 4 صفحہ 518) (تاریخ المذاھب الاسلامیہ جلد 1 صفحہ 31) (عائشۃ والسیاسۃ صفحہ 60 (قصیمی فی الصراع جلد 1 صفحہ 41) (المنیۃ والامل صفحہ 125) (مسائل الامامۃ صفحہ 22 /23) (المقالات والفرق صفحہ -20) (فرق الشیعۃ صفحہ 22) (رجال الکشی صفحہ 106۔108) الروایات۔ 170 -171- 172 -173- 174) (ابن ابی الحدید نہج البلاغہ جلد 2 صفحہ 361)۔

خلاصہ کلام: ہم نے آپ حضرات کے سامنے دنیا کے مختلف محققین مفسرین محدثین و مورخین کے شیعت ابتداء شیعت اور مذہب شیعہ کے بارے میں مختصرا اقوال پیش کیے ہیں جن اقوال و آراء کا لبِ لباب یہ ہے کہ شیعت اسلام نہیں ہے بلکہ شیعت بلا اصول و قوانین ما قبل الاسلام دنیا کے مختلف تہذیبوں اور فلسفوں کے مختلف عقائد و نظریات کا مجموعہ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ شیعہ مذہب کے عقائد مابعد الاسلام کس نے پیش کیے اور وہ عقائد و نظرات کیا کیا تھے اور ان عقائد و نظریات کو کس قوم نے کس نام سے اور کس کی محبت کی آڑ میں اپنایا ہے جب ہم شیعت کے عقائد و نظریات کی کھوج کرتے ہیں تو ہمارے سامنے شیعت کے عقائد عبداللہ بن سباء یہودی سے تناسب تساوی میں ملتے ہیں جو نظریات وعقائد عبداللہ بن سباء کے تھے وہی اصول الدین عقائد وایمانیات شیعت نے اپنائے تو ہم چلتے ہیں عبداللہ بن سباء یہودی کی کھوج میں شیعہ کتب کی طرف اور شیعہ متقدمین محققین محدثین و مورخین سے عبداللہ بن سباء اور اس کے عقائد کے بارے سوالات کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے ہم ان کج عقل لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے جد امجد عبداللہ بن سباء کے وجود کے ہی منکر ہیں۔

منکرین عبداللہ بن سباء

چند سالوں یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ چند سو سالوں سے کچھ ایسے معاصر شیعہ اور بعض اہل سنت (حقیقتا لا مذھب یا دہریہ) کی طرف نسبت رکھنے والے نئے لکھاری اور مستشرقین کا ایک گروہ عبداللہ بن سبا کے وجود کا انکار کرتے ہیں دنیا کے محققین مفسرین محدثین مورخین واصحاب مقالات تمام متقدمین نے ابتدائے اسلام اور عبداللہ بن سباء کی ذات و کردار عقائد و نظریات کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے یہ چند کالے کالے دل والے کالے نظریات والے عبداللہ بن سباء کا مکمل انکار کرتے ہیں اور ان تمام نے اپنے نظریات میں سیکڑوں صفحات کالے کیے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں

محمد حسین کاشف الغطاء عراقی: یہ شیعہ عالم اپنے متقدمین کے خلاف جاتے ہوا ابن سباء کو ایک منگھڑت قصہ کہتا ہے اور عبداللہ بن سباء کو اموی قصہ خوانوں کا گھڑا ہوا کردار کہتا ہے رہا عبداللہ بن سباء، جسے یہ لوگ شیعوں کے ساتھ یا شیعوں کو اس کے ساتھ چپکاتے ہیں تو شیعہ کی ساری کی ساری کتب اس پر لعنت بھیجتی اور اس سے برأت کا اعلان کرتی ہیں (اصل الشیعہ واصولھا صفحہ 41-40)

مرتضی عسکری: یہ وہ شخص ہے جس نے شیعت میں سب سے زیادہ غیرت اور حمیت دکھائی اور عبداللہ بن سباء کے انکار پر عبداللہ بن سباء واساطیر الاخری دو جلدوں پر کتاب لکھ دی اور سنی منابع میں روایات کو عمر بن سیف سے جوڑ کر اس کی جرح و تعدیل اور یمنی اور دوسرے قبائل کی آپس کی رقابتوں سے عبداللہ بن سباء کی شخصیت کو جوڑ کر منگھڑت قصے کہانیوں سے عبداللہ بن سباء کا انکار کرتا ہے (عبداللہ بن سباء واساطیر الاخری کتاب دو جلد میں ہے)

محمد جواد مغنیہ: یہ ان معاصر شیعہ علماء اور لوگوں میں سے ہے جو ابن سبا کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ محمد جواد مغنیہ نے مرتضی عسکری کی کتاب " عبداللہ بن سبا وأساطیر أخری " کا مقدمہ لکھا ہے۔ اس مقدمہ میں اس نے عبداللہ بن سبا کے متعلق "رجال الکشی" کو باقی جن شیعہ علماء نے ثقہ کہا اور معتمد علیہ مانا ہے' اس کے بارے میں آخر میں "ملحق بتوثیق مصادر الرافضۃ" ایک خاص باب باندھا ہے اس باب میں عبداللہ بن سباء بارے اس کے نظریات موجود ہیں

ڈاکٹر علی الوردی: نے اپنی کتاب " وعاظ السلاطین " میں عبداللہ بن سباء کے وجود کا انکار کیا ہے

ڈاکٹر کامل الشیبی: ڈاکٹر کامل الشیبی بھی اپنی کتاب "الصلۃ بین التصوف والتشیع" میں عبداللہ بن سباء کے وجود کے منکر ہیں اور ڈاکٹر علی الوردی کی طرح عبداللہ بن سباء کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے جوڑتے ہیں عبداللہ بن الفیاض' اور جدید اخباری وچند اصولی شیعہ جو متقدمین اصولی واخباری شیعہ کے خلاف جاتے ہوے عبداللہ بن سباء کے وجود کے منکر ہیں اور بہت سارے جدید ومتاخرین شیعہ عبداللہ بن سباء کے وجود کے تو منکر نہیں لیکن عبداللہ بن سباء سے براۃ ظاہر کرتے ہیں اور اس پر لعن طعن کرتے ہیں اور مندرجہ ذیل اعتراضات کرتے ہیں

منکرین ابن سباء کے اعتراض اور ان پر رد

منکرین ابن سباء مندرذیل اعتراضات کرتے ہیں.

۱ ۔۔۔ منکرین ابن سباء کہتے ہیں کہ ابن سبا کی اخبار عوام میں طبری کے ذریعہ سے مشہور ہوئی ہیں۔ اور طبری نے سیف بن عمرالتمیمی سے یہ روایات اخذ کی ہیں بس سیف بن عمرابن سبا کی تاریخ کا واحد مصدر ہے اور سیف بن عمر جھوٹا ہے جب کہ علماء جرح وتعدیل نے اسے ضعیف کہا ہے

۲ ۔۔۔ ابن سبا کا اصل میں کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ حقیقت میں یہ عمار بن یاسر کی شخصیت کے لیے رمز اختیار کیا گیا ہے،اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کو ابن سوداء کہا جاتا تھا

۳ ۔۔۔ مؤرخین کا جنگ صفین میں ابن سبا کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

۴۔۔۔حقیقت میں ابن سبا کا کوئی وجود ہی نہیں تھا بلکہ یہ ایک خیالی/افسانوی شخصیت ہے؛ جسے دشمنان شیعہ نے گھڑ لیا ہے۔ جس کا مقصد ان کے دین میں طعن کرنا اور انہیں یہودیت کی طرف منسوب کرنا ہے۔

اعتراضات پر رد:

۱ ۔۔۔ ابن عساکر(متوفی ۵۷۱ہجری)کی طرف سے کہ انہوں نے طبری کی سند سے ہٹ کر سیف بن عمر سے ابن سبا اور سبائیت کی روایات نقل کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

روایت: أخبرنا ابو القاسم السمر قندى أنا أبو الحسين بن النقور ؛ أنا أبو طاہر المخلص، نا احمد بن عبد اللّٰه بن سيف أنا السري بن يحى أنا شعيب بن ابراہيم انا سيف بن عمر عن عبد اللّٰه بن المغيرة العبدى ؛ عن رجل من عبد القيس، قال : '' لما رأى ابن سوداء السبابة و ما يطعنون على عليٍّ في سيرته،قام فقال : إذا كثر الخاطئون ؛ و تمر د الجائرون ؛ و أرادوا إزالة الكتاب عن الذنوب من المسلمين فانتهز عناد الحكم الذي قد عرف فضله و علمه فأغمد لسانک، فلست كمن يتردد في الضلال ؛ فقال على ہذا الخطيب السحسح من الخطب ؛ ليس لنا من مالهم شيء؛ غلبنا عليه الكتاب، يعنى أصحاب عائشة۔(مذاہب الاسلامیین جلد2صفحہ43)ابن عساکر نے کئی اسناد ذکر کی ہیں اور سیف بن عمر سے بھی(ابن عساکر صفحہ 571)

۲ ۔۔۔ محمد بن يحيى مالقى (متوفى ۷۴۱ہجری) کی طرف سے انہوں نے اپنی کتاب " التمهيد والبيان في مقتل عثمان بن عفان" کے مقدمہ میں طبری سے ہٹ کر روایات نقل کی ہیں

۳ ۔۔۔ امام الذهبی(تاریخ الاسلام میں صفحہ 748) سیف بن عمر سے طبری سے ہٹ کر روایت نقل کی ہیں

خلاصہ: طبری سیف بن عمر سے روایت لینے میں اکیلا نہیں ہے بلکہ دوسرے مورخین نے بھی سیف بن عمر سے روایات لی ہیں تو نتیجتا یہ اعتراض کہ سیف بن عمر سے صرف طبری نے عبداللہ بن سباء کے بارے میں روایات لی ہیں یہ کہنا باطل ہے

۲ ۔۔۔ سیف بن عمر کے علاوہ اسناد

۱ ۔۔۔ أخرج ابن عساكر عن زيد بن وهب الجهني الكوفي المتوفى عام (90 هـ/709 م) قال: (قال علي بن أبي طالب: مالي ولهذا الخبيث الأسود۔۔(ابن عساكر جلد 12 صفحه 221)

۲ ۔۔۔ أخرج ابن عساكر في تاريخ دمشق عن الشعبي عمر بن شراحيل الحميري اليمني المتوفى عام (103 هـ/721 م) قال: (أول من كذب عبد الله بن سبأ)(ابن عساكر جلد 12 صفحه 221)

۳ ۔۔۔ أخرج ابن عساكر كذلك عن ابن الطفيل عامر بن واثلة الليثي الصحابي المتوفى عام (110هـ/728م) قال : (رأيت المسيب بن نجبة أتى به ملبية-يعني ابن السوداء- وعلي على المنبر، فقال علي: ما شأنه؟ فقال: يكذب على الله ورسوله)(ابن عساكر جلد 12 صفحه 222)

۴ ۔۔۔ روى ابن سعد في طبقاته عن إبراهيم بن يزيد النخعي المتوفى عام (96هـ/714م) إن رجلا كان يأتيه فيتعلم منه، فيسمع قوما يذكرون أمر علي وعثمان، فقال: أن أتعلم من هذا الرجل؟ و أرى الناس مختلفين في أمر علي وعثمان فسأل إبراهيم النخعي عن ذلك فقال: ما أنا سبئي ولا مرجئي(ابن سعد جلد6صفحه 196)

خلاصہ: یہ روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ سیف بن عمر ابن سبا کے بارے میں روایات نقل کرنے میں بالکل اکیلا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ کئی ثقہ راویوں نے بھی اس کی خبریں روایت کی ہیں جو منکرین کے دعویٰ کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہیں؛

جس پر یہ مقدمہ قائم کرتے ہیں سلیمان عودہ صاحب لکھتے ہیں:" میں نے یہ روایات ان کی اسناد کے ساتھ امام ناصر الدین الالبانی (رحمہ اللہ) کے پاس بھیجیں تاکہ ان کا مطالعہ و تحقیق کی جائے سوانہوں نے ان کو صحیح حسن، اور صحیح لغیرہ کے مطابق مرتب کیا (یعنی یہ روایات اس مرتبہ کی ہیں، ان میں سے کوئی بھی روایت ضعیف نہیں ہے۔

۲ ۔۔۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہمارے خیال میں اس سوال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سیرت احادیث سیر تاریخ اور مقالات کی کتب میں بہت واضح ہے اور کسی کی کنیت کی مشابہت سے شخصیت کا ایک ہونا ثابت نہیں آتا یہ اعتراض کرنے والے عبداللہ بن سباء سے جان چھڑانا چاہتے ہیں

۳ ۔۔۔ جنگ صفین عبداللہ بن سباء کا صفین میں نا ہونا یہ کوئی معقول اعتراض نہیں ہے اور اس کا جواب محققین نے دیا

۴ ۔۔۔ عبداللہ بن سباء حقیقی وجود جن حضرات نے عبداللہ بن سباء کا کردار بیان کیا ہے انہوں نے اس کا وجود بھی ثابت کیا ہے دیکھیے (میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 255) (تقریب التھذیب: صفحہ 246) (لسان المیزان جلد 3 صفحہ 290) (تاریخ الطبری جلد 4 صفحہ 340)

عبداللہ بن سباء شیعہ کتب کی روشنی میں

شیعہ مذہب کا نامور عالم اور فقیہ سعد بن عبداللہ القمی ابن سبا کے وجود کا اعتراف اور اس کے چند ساتھیوں کا نام تک ذکر کرتا ہے جو اس کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے تھے پھر اسکے فرقہ کو سبائیہ نام سے ملقب کرتا اور کہتا ہے کہ دین اسلام میں سب سے پہلے غلو کا اظہار کرنے والا یہی فرق تھا اور بعدازاں ابن سبا کو وہ پہلا شخص قرار دیتا ہے جس نے ابو بکر عمر عثمان اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعلانیہ طعن و تشنیع کا اظہار کیا اور ان سے برات ظاہر کی اور دعوی کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اسے اس کام کا حکم دیا ہے پھر سعد قمی ذکر کرتا ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ کو اس کے عقائد کی خبر ہوئی تو انہوں نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا لیکن پھر چھوڑ دیا اور صرف اسے مدائن کی طرف جلاوطن کرنے پر اکتفا کیا جس طرح اہل علم کی ایک جماعت سے منقول ہے (المقالات والفرق ص 20) عبداللہ ابن سبا یہودی تھا پھر اس نے اسلام قبول کیا اور علی سے محبت کا اظہار کیا جب وہ یہودی تھا یوشع بن نون سے متعلق یہی کہتا تھا کہ وہ موسی علیہ السلام کے وصی ہیں پھر وفات نبوی کے بعد اسلام قبول کر کے یہی بات علی رضی اللہ عنہ کے حق میں کہنے لگا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اس شخص نے سب سے پہلے علی بن ابی طالب کی امامت کے لزوم کا قول ذکر کیا اور ان کے دشمنوں سے براۃ ظاہر کی اور انہیں کافر قرار دیا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کی رجعت کا سب سے پہلا قائل ہوا اسی بنیاد پر شیعہ کے مخالفین نے کہا ہے کہ رافضی مذہب در اصل یہودیت سے ماخوذ ہے (المقالات والفرق

صفحہ 19-20) پھر قمی ذکر کرتا ہے کہ جب ابن سبا کو علی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ملی تو اس نے دعوی کیا کہ وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ دوبارہ دنیامیں واپس آکر اپنے دشمنوں سے لڑیں گے پھر وہ اس عقیدہ و نظریہ میں غلو کرنے لگا (المقالات والفرق صفحہ - 21) یہ ہے وہ حقیقت جو وہ ابن سبا سے متعلق بیان کرتا ہے یہ قمی شیعہ کے نزدیک ثقہ اور معرفت روایات میں وسیع النظر ہے (الفہرست صفحہ 105) (جامع روایات جلد 1 صفحہ 352) ان کے نزدیک اس کی معلومات نہایت اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ ایک تو وہ زمانے کے اعتبار سے متقدم ہے اور دوسرا جیسا کہ شیعہ الصدوق بیان کرتا ہے کہ یہ شیعہ کے امام معصوم حسن عسکری سے ملا اور اس نے اس سے سماع کیا ہے (اکمال الدین صفحہ 425 435) اسی طرح ایک اور شیعہ عالم نوبختی ابن سبا سے متعلق گفتگو کرتا ہے اور اس کے بارے میں قمی کے الفاظ سے حرف بحرف اتفاق کرتا ہے (فرق الشیعۃ صفحہ 22- 23) نوبختی بھی شیعہ کے نزدیک ثقہ اور معتبر عالم ہے (الفہرست صفحہ 75) (جامع روایات جلد 1 صفحہ 228) (الکنیٰ والالقاب جلد 1 صفحہ 141) (مقتبس الأثر جلد 16 صفحہ 125) ایک تیسرا علم شیعہ الکشی اپنی معروف کتاب رجال الکشی میں جو شیعہ کی قدیم ترین اور علم رجال میں مواقع المدد کتاب ہے ابن سباء کے ذکر میں چھ روایات نقل کرتا ہے (رجال الکشی صفحہ 106 ۔108 ۔305 الروایات ۔170 ۔171 ۔172 ۔173 174) یہ شیعہ کے نزدیک ثقہ اور اخبار و رجال شیعہ پر بہترین نظر رکھنے والا عالم ہے (الفرق صفحہ 171) یہ روایات بیان کرتے ہیں کہ ابن سبا نے نبوت کا دعوی کیا اور یہ نظریہ اپنایا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ہی خدا ہیں نیز ان روایات میں منقول ہے کہ علی رضی اللہ نے ابن سبا کو ان عقائد سے توبہ کرنے کا حکم دیا لیکن وہ تائب نہ ہوا تو انہوں نے اس کو آگ میں جلا دیا اسی طرح الکشی نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ ائمہ و خلفاء پر لعنت کرتا اور علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا کرتا تھا جیسے علی بن حسین فرماتے ہیں ہم پر جھوٹ گھڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہو جب مجھے عبد اللہ ابن سبا کا خیال آیا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ اس نے بہت خطرناک دعویٰ کیا ہے نہ جانے کیوں اس نے ایسا کہا ہے اس پر اللہ کی لعنت اللہ کی قسم علی رضی اللہ عنہٗ تو محض ایک اللہ کے نیک بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے انہیں اللہ تعالی کی طرف سے جتنی بھی عزت و کرامت ملی ہے وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت گذاری کی بدولت نصیب ہوئی ہے (رجال کشی صفحہ 108) پھر الکشی ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اور علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار کرنے لگا جب وہ یہودی تھا تو یوشع بن نون کے حق میں غلو کرتے ہوئے کہتا تھا کہ موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے وصی ہیں پھر وفات نبوی کے بعد مسلمان ہو کر علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی بات کہنے لگا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اسی نے سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے لزوم کی بات کی ان کے دشمنوں سے براۃ کا اظہار کیا ان کے مخالفین سے دشمنی کا اظہار کیا اور انہیں کافر کہا اسی بنا پر شیعہ کے مخالفین نے کہا ہے کہ رفض و تشیع در اصل یہودیت سے ماخوذ ہے (رجال کشی صفحہ 108) رجال الکشی کی تصحیح و تشریح طوسی نے کی ہے جو شیعہ کے نزدیک صحاح اربع میں سے

دو کتابوں کا مصنف ہے اور ایسے ہی شیعہ کی کتب رجال میں ں سے بھی دو کتابوں کا مولف ہے (مقدمہ رجال الکشی صفحہ 18 صفحہ 17)(لوءلوءالبحرین صفحہ 403)اس کے علاوہ اور شیعہ کتبِ رجال میں عبداللہ بن سبا کاذکر موجود ہے (مسائل الِامامۃ صفحہ 22 ۔23)(وفیات الاعیان ص 91۔92)(أنباء الرواۃ 129/128/2)(منہج المقال فی تحقیق احوال الرجال جامع الرواۃ 476/1)(الحلي ۔الرجال صفحہ 71/2)(قاموس الرجال ص 461/5)(رجال الطوسی صفحہ 51)(من لایحضرہ الفقیہ 213/1)(الخصال ص 628)(تھذیب الاحکام 322/2)(بحار الأنوار 286/25)(تنقیح المقال 183/2)(مقتبس الأثر 230/21)(الشیعۃ فی التاریخ صفحہ 213)

خلاصہ: اہل تشیع محققین خود عبداللہ بن سباء کے وجود کے اقراری بھی ہیں اور عبداللہ بن سباء کے عقائد کو بھی بیان کرنے والے ہیں بلکہ خود سبائی فرقوں کا ذکر بھی کرتے ہیں

سبائی فرقے

عبداللہ بن سبا کے پیروکار مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے

١ ـــ الفرقة الاولى من السبئية: وهم يقولون: إن عليا ما مات ولا يجوز عليه الموت وهو حي لا يموت، ويقال: لما جاءهم نعي علي إلى الكوفة رحمه الله قالوا: لو أتيتمونا بدماغه في سبعين قارورة لم نصدق بموته. فبلغ ذلك الحسن بن علي (رضي الله عنهما) فقال: فلم ورثنا ماله وتزوج نساؤه؟ کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت کے ہی منکر ہو گئے تھے اور کہتے تھے کہ علیؓ حی القیوم ہیں ان کو موت نہیں ہے (عبداللہ بن سباء جلد 2 صفحہ 222 للمرتضی عسکری)

٢ ـــ الفرقة الثانية من السبئية:

يقولون: إن عليا لم يمت وإنه في السحاب. وإذا نشأت سحابة بيضاء صافية منيرة (د) مبرقة مرعدة قاموا إليها يبتهلون ويتضرعون ويقولون: قد مر بنا في السحاب. کچھ لوگ کہتے کہ حضرت علی بادلوں میں ہیں۔۔۔(عبداللہ بن سباء جلد 2 صفحہ 222 للمرتضی عسکری)

٣ـــالفرقة الثالثة من السبئية:

هم الذين يقولون: إن عليا قد مات، ولكن يبعث قبل يوم القيامةکچھ لوگ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وفات پا چکے لیکن وہ قیامت سے پہلے رجعت فرمائیں گے (عبداللہ بن سباء جلد 2صفحہ 223 للمرتضی عسکری)

نوٹ : یہ تین فرقے عبداللہ بن سباء کے گروہ میں سے نکلے تھے اور اس قسم کے نظریات کے حامل افراد آج بھی اہل تشیع میں بکثرت پائے جاتے ہیں اب ہم عبداللہ بن سباء کے وجود اور عقائد کے بارے میں اہل سنت محققین کے اقوال پیش کرتے ہیں

اہل سنت محققین اور عبداللہ بن سباء

اہل سنت محققین نے ہر دور میں عبداللہ بن سباء کے وجود اور اس کے سیاہ عقائد و کارناموں کا ذکر کیا ہے ہم مختصراً ذکر کر رہے ہیں تاکہ طالب صادق تحقیق کر سکے

١---جاء ذكر السبئية على لسان أعشى همدان (ت 84هـ) في ديوانه (ص 148)

مفہوما ترجمہ---اعشی الھمدان کے اشعار میں عبداللہ بن سباء کا ذکر موجود ہے

٢---و جاء ذكر السبئية في كتاب الإرجاء للحسن بن محمد بن الحنفية (ت95هـ) – راجع كتاب ظاهرة الإرجاء في الفكر الإسلامي للدكتور سفر الحوالي (1/ 345 - 361)، حيث تحدث عن معنى الإرجاء المنسوب للحسن، و ذكر كلام أهل العلم في ذلك فليراجع للأهمية – ما يلي: (و من خصومة هذه السبئية التي أدركنا، إذ يقولون هُدينا لوحي ضل عنه الناس). رواه ابن أبي عمر العدني في كتاب الإيمان (ص 249)

مفہوم----حسن بن محمد بن حنفیہ نے رسالہ الارجاء میں کہاں ہے اب یہ مسئلہ شیعہ کے بنیادی عقیدے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے

٣---و هناك رواية عن الشعبي (ت 103هـ) ذكرها ابن عساكر في تاريخه (29/ 7)، تفيد أن: (أول من كذب عبد الله بن سبأ).مفہوم ----شعبی رح-ابن عساکر میں عبداللہ بن سباء کے کارنامے بیان کرتا ہے

٤---و هذا الفرزدق (ت 116هـ) يهجو في ديوانه (ص 242 - 243)، أشراف العراق ومن انضم إلى ثورة عبد الرحمن بن الأشعث في معركة دير الجماجم، و يصفهم بالسبئية، حيث يقول: كأن على دير الجماجم منهم حصائد أو أعجاز نخل تَقَعّراتَعَرّفُ همدانية سبئية و تُكره عينيها على ما تنكرارأته مع القتلى و غيّر بعلها عليها تراب في دم قد تعفّراو يمكن الاستنتاج من هذا النص أن السبئية تعني فئة لها هوية سياسية معنية و مذهب عقائدي محدد بانتمائها إلى عبد الله بن سبأ اليهودي المعروف، صاحب المذهب.

مفہوم---فرزدق اپنے اشعار میں عبداللہ سباء کے عقائد اور اس کے کرتوتوں کا ذکر کرتا ہے

٥-- و قد نقل الإمام الطبري في تفسيره (3/ 119) رأياً لقتادة بن دعامة السدوسي البصري (ت 117هـ)، في النص التالي: {فأما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة} [آل عمران/7]، و كان قتادة إذا قرأ هذه الآية قال: (إن لم يكونوا الحرورية والسبئية فلا أدري). مفہوم---امام طبری رح-نے اپنی تفسیر میں کاذکر کرتے ہیں

٦---وفي الطبقات الكبرى لابن سعد (ت 230هـ) ورد ذكر السبئية وأفكار زعيمها وإن لم يشر إلى ابن سبأ بالاسم. الطبقات (3/ 39). مفہوم---ابن سعد عبداللہ بن سباء کے عقائد اور نظریات اور کارناموں کاذکر کرتے ہیں

٧---وجاء عند ابن حبيب البغدادي (ت 245هـ) في المحبر (ص 308)، ذكر لعبد الله بن سبأ حينما اعتبره أحد أبناء الحبشيات.

مفہوم---ابن حبیب عبداللہ بن سباء اس کاذکر کرتے ہیں

٨---كما روى أبو عاصم خُشيش بن أصرم -(ت 253هـ)، خبر إحراق علي رضي الله عنه لجماعة من أصحاب ابن سبأ في كتابه الاستقامة. أنظر: منهاج السنة لابن تيمية (1/ 7) مفہوم---ابو عاصم عبداللہ بن سباء اور اس کے ساتھیوں کے جلانے کاذکر کرتے ہیں

٩--- وجاء في البيان والتبيين (3/ 81) للجاحظ (ت 255هـ)، إشارة إلى عبد الله بن سبأ. مفہوم---البیان والتبیین میں عبداللہ بن سباء کاذکر موجود ہے

١٠---فقد ذكر الإمام البخاري (ت 256هـ) في كتاب استتابة المرتدين من صحيحه (8/ 50) عن عكرمة قال: (أتي علي رضي الله عنه بزنادقة فأحرقهم، فبلغ ذلك ابن عباس فقال: لو كنت أنا لم أحرقهم لنهي النبي صلى الله عليه وسلم: (لا تعذبوا بعذاب الله)، و لقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من بدل دينه فاقتلوه)ومن الثابت تاريخياً أن الذين حرقهم علي رضي الله عنه هم أتباع عبد الله بن سبأ حينما قالوا بأنه الإله.

مفہوم---امام بخاری رح-مرتدین کے باب میں جلانے کاذکر کیاہے بوجہ علی رضی اللہ عنہ کو الہ کہنے کے

و خبر إحراق علي بن أبي طالب رضي الله عنه لطائفة من الزنادقة تكشف عنه الروايات الصحيحة في كتب الصحاح والسنن والمسانד. أنظر على سبيل المثال: سن أبي داود (4/ 126) والنسائي (7/ 104) والحاكم في المستدرك (3/ 538).

١١---ذجكر الجوزجاني (ت 259 هـ) في أحوال الرجال (ص 38) أن السبئية غلت في الكفر فزعمت أن علياً إلهاً حتى حرقهم بالنار إنكاراً عليهم واستبصاراً في أمرهم حين يقول:لما رأيت الأمر أمراً منكرا أججت ناري ودعوت قنبرا.

مفہوم۔۔۔جوزجانی رح۔عبداللہ بن سباء کا ذکر کرتے ہیں اور تحریف القران کا قوم بھی جو عبداللہ بن سباء کا تھاوہ بھی نقل کرتے ہیں

١٢۔۔۔ويقول ابن قتيبة (276هـ) في المعارف (ص 267): (السبئية من الرافضة ينسبون إلى عبد الله بن سبأ). و في تأويل مختلف الحديث (ص 73) يقول: (أن عبد الله بن سبأ ادّعى الربوبية لعلي، فأحرق علي أصحابه بالنار.

مفہوم ابن قتیبہ عبداللہ بن سباء کی تحریفات اور عقائد کا ذکر کرتے ہیں

١٣۔۔۔ويذكر البلاذري (ت 279هـ) ابن سبأ من جملة من أتوا إلى علي رضي الله عنه يسألونه من رأيه في أبي بكر وعمر، فقال: أو تفرغتم لهذا. أنساب الأشراف (3/ 382).

مفہوم۔۔۔بلازری رح۔عبداللہ بن سباء کے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خیالات کا ذکر کرتے ہیں

١٤۔۔۔ويعتبر الإمام الطبري (ت 310هـ) من الذين أفاضوا في تاريخهم من ذكر أخبار ابن سبأ معتمداً في ذلك على الإخباري سيف بن عمر. تاريخ الطبري (4/ 283، 326، 331، 340، 349، 398، 493 – 494، 505)مفہوم۔۔۔طبری رح۔۔۔تاریخ الطبری میں سیف بن عمر کے حوالے سے عبداللہ بن سباء کا ذکر کرتے ہیں جو کہ تاریخی روایات میں ثقہ ہیں

١٥۔وأكد ابن عبد ربه (ت 328هـ) أن ابن سبأ وطائفته السبئية قد غلوّ في علي حينما قالوا: هو الله خالقنا، كما غلت النصارى في المسيح ابن مريم عليه السلام. العقد الفريد (2/ 405). مفہوم۔۔۔۔ابن عبد رب رح۔عبداللہ بن سباء کے غلو کا ذکر کرتے ہیں

١٦۔۔۔و يذكر أبو الحسن الأشعري (ت 330هـ) في مقالات الإسلاميين (1/ 85) عبد الله بن سبأ وطائفته من ضمن أصناف الغلاة، إذ يزعمون أن علياً لم يمت، و أنه سيرجع إلى الدنيا فيملأ الأرض عدلاً كما ملئت جوراً.

مفہوم۔۔۔۔ابوالحسن الاشعری تفصیلا عبداللہ بن سباء کے عقائد نظریات اور سبائی فرقوں کا ذکر کرتے ہیں

١٧۔۔۔ويذكر ابن حبان (ت 354هـ) في كتاب المجروحين (2/ 253): (أن الكلبي سبئياً من أصحاب عبد الله بن سبأ، من أولئك الذين يقولون: إن علياً لم يمت، وإنه راجع إلى الدنيا قبل قيام الساعة). مفہوم۔۔۔ابن حبان رح۔نے ابن سائب کلبی سبائیوں اور ان کے عقائد کا ذکر کیا ہے۔

١٨۔۔۔يقول المقدسي (ت 355هـ) في كتابه البدء والتاريخ (5/ 129): (إن عبد الله بن سبأ قال للذي جاء ينعي إليه موت علي بن أبي طالب: لو جئتنا بدماغه في صرة لعلمنا أنه لا يموت حتى يسوق العرب بعصاه).

مفہوم۔۔۔مقدسی رح۔نے عبداللہ بن سباء کے شہادت علی رضی اللہ عنہ کے بعد کے عقائد کاذکر کیا ہے

١٩۔۔۔و يذكر الملطي (ت 377هـ) في كتابه التنبيه والرد على أهل الأهواء و البدع (ص 18) فيقول: (ففي عهد علي رضي الله عنه جاءت السبئية إليه وقالوا له: أنت أنت!!، قال: من أنا؟ قالوا: الخالق البارىء، فاستتابهم، فلم يرجعوا، فأوقد لهم ناراً عظيمة وأحرقهم.

مفہوم۔۔۔ملطی نے عبداللہ بن سباء کے عقائد اور نظریات ذکر کیا ہے

٢٠۔۔۔و ذكر أبو حفص ابن شاهين (ت 385هـ) أن علياً حرّق جماعة من غلاة الشيعة ونفى بعضهم، و من المنفيين عبد الله بن سبأ. أورده ابن تيمية في منهاج السنة (1/ 7).

مفہوم۔۔۔ابو حفص بن شاہین نے بھی عبداللہ بن سباء کے عقائد کاذکر کیا ہے۔

٢١۔۔۔و يذكر الخوارزمي (ت 387هـ) في كتابه مفاتيح العلوم (ص 22)، أن السبئية أصحاب عبد الله بن سبأ. مفہوم۔۔۔الخوارزمی رح۔نے عبداللہ بن سباءاوراس کے ساتھیوں کاذکر کیا ہے

٢٢۔۔۔و يرد ذكر عبد الله بن سبأ عند الهمذاني (ت 415هـ) في كتابه تثبيت دلائل النبوة (3/ 548). مفہوم۔۔۔الھمدانی نے بھی عبداللہ بن سباءکاذکر کیا ہے

٢٣۔۔۔وذكر البغدادي (ت 429هـ) في الفرق بين الفرق (ص 15 و ما بعدها): أن فرقة السبئية أظهروا بدعتهم في زمان علي رضي الله عنه فأحرق قوماً منهم و نفى ابن سبأ إلى سباط المدائن إذ نهاه ابن عباس رضي الله عنهما عن قتله حينما بلغه غلوه فيه وأشار عليه بنفيه إلى المدائن حتى لا تختلف عليه أصحابه، لاسيما و هو عازم على العودة إلى قتال أهل الشام.

مفہوم۔۔۔البغدادی عبداللہ بن سباء کاذکر کرتے ہیں

٢٤۔۔۔ونقل ابن حزم (ت 456هـ) في الفصل في الملل والنحل (4/ 186): (و القسم الثاني من الفرق الغالية الذين يقولون الإلهية لغير الله عز وجل فأولهم قوم من أصحاب عبد الله بن سبأ الحميري لعنه الله، أتوا إلى علي بن أبي طالب فقالوا مشافهة: أنت هو، فقال لهم: ومن هو؟ فقالوا: أنت الله، فاستعظم الأمر و أمر بنار فأججت وأحرقهم بالنار).

مفہوم۔۔۔ابن حزم رح۔ تفصیلا عبداللہ بن سباءاس کے عقائد سبائی فرقے اوران عقائد کاذکر کیا ہے

٢٥۔۔۔يقول الاسفرايني (ت 471هـ) في التبصرة في الدين (ص 108): (إن ابن سبأ قال بنبوة علي في أول أمره، ثم دعا إلى ألوهيته، و دعا الخلق إلى ذلك فأجابته جماعة إلى ذلك في وقت علي).

مفہوم۔۔۔اسفرائینی رح۔نے عبداللہ بن سباء کے عقائد وفرق کا ذکر کیا ہے۔

٢٦۔۔۔ويتحدث الشهرستاني (ت548هـ) في الملل والنحل (2/ 116، 155) عن ابن سبأ فيقول: (و منه انشعبت أصناف الغلاة)، و يقول في موضع آخر: (إن ابن سبأ هو أول من أظهر القول بالنص بإمامة علي).

مفہوم۔۔۔شہرستانی نے بھی عبداللہ بن سباء اس کے عقائد وسبائی فرقوں کا ذکر کیا ہے

٢٧۔۔۔وينسب السمعاني (ت 562 هـ) في كتابه الأنساب (7/ 24) السبئية إلى عبد الله بن سبأ.مفهوم۔۔۔السمعاني انساب میں عبدالله بن سباء کا ذکرکیاہے۔

٢٨۔۔۔وترجم ابن عساكر (ت 571 هـ) في تاريخه (29/ 3) لابن سبأ بقوله: عبد الله بن سبأ الذي ينسب إلى السبئية، و هم الغلاة من الرافضة، أصله من اليمن، و كان يهودياً وأظهر الإسلام. مفہوم۔۔۔ابن عساکر رح۔نے کئی اسناد سے عبداللہ بن سباء کو لکھا ہے

٢٩۔۔۔ويقول نشوان الحميري (ت 573 هـ) في كتابه الحور العين (ص 154): (فقالت السبئية إن علياً حي لم يمت، ولا يموت حتى يملأ الأرض عدلاً كما ملئت جوراً، و يردّ الناس على دين واحد قبل يوم القيامة).

مفہوم۔۔۔نشوان الحمیری رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء کو لکھا ہے۔

٣٠۔۔۔ويؤكد فخر الدين الرازي (ت 606هـ) في كتابه اعتقادات فرق المسلمين والمشركين (ص 57)، كغيره من أصحاب المقالات والفرق خبر إحراق علي لطائفة من السبئية.

مفہوم۔۔۔امام رازی رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء کا ذکر کیا ہے

٣١۔۔۔ويذكر ابن الأثير (ت 630هـ) في كتابه اللباب (ص 2/ 98) ارتباط السبئية من حيث النسبة بعبد الله بن سبأ. كما وأنه أورد روايات الطبري بعد حذف أسانيدها في كتابه الكامل (3/ 114، 144، 147، 147، 154 إلى غيرها من الصفحات).

مفہوم۔۔۔ابن اثیر رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء بارے روایات نقل کی ہیں

٣٢۔۔۔وذكر السّكْسَكي (ت 683هـ) في كتابه البرهان في معرفة عقائد أهل الأديان: (أن ابن سبأ وجماعته أول من قالوا بالرجعة إلى الدنيا بعد الموت). مفہوم۔۔۔سکسکی رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء کا ذکر کیا ہے

٣٣۔۔۔ويذكر شيخ الإسلام ابن تيمية (ت 727هـ) أن أصل الرفض من المنافقين الزنادقة، فإنه ابتدعه ابن سبأ الزنديق، و أظهر الغلو في علي بدعوى الإمامة والنص عليه، وادعى

العصمة له. أنظر مجموع الفتاوى (4/ 435) و (28/ 483) و في كثير من الصفحات في كتابه: منهاج السنة النبوية.

مفہوم۔۔۔ابن تیمیہ رح۔نے بھی تفصیلا عبداللہ بن سباء کو لکھا ہے

۳۴۔۔۔و يرد ذكر عبد الله بن سبأ عند المالقي (ت 741هـ) في كتابه التمهيد والبيان في مقتل الشهيد عثمان (ص 54)، بقوله: (و في سنة ثلاث وثلاثين تحرك جماعة في شأن عثمان رضي الله عنه .. و كانوا جماعة منهم، مالك الأشتر، والأسود بن يزيد .. وعبد الله بن سبأ المعروف بابن السوداء. *مفہوم۔۔۔مالقی رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء اور اس کے ساتھیوں کے بارے لکھا ہے*

۳۵۔۔۔و عند الذهبي (ت 748هـ) في كتابه المغني في الضعفاء (1/ 339) و في الميزان (2/ 426): (عبد الله بن سبأ من غلاة الشيعة، ضال مضل)، و ذكره أيضاً في تاريخ الإسلام (2/ 122 - 123). *مفہوم۔۔۔علامہ ذھبی رح۔نے بھی بڑی تفصیل کے ساتھ عبداللہ بن سباء سبائیت اور اس کے فرقوں کو لکھا ہے*

۳۶۔۔۔وذكر الصفدي (ت 764هـ) في كتابه الوافي بالوفيات (17/ 20) في ترجمة ابن سبأ: (عبد الله بن سبأ رأس الطائفة السبئية .. قال لعلي أنت الإله، فنفاه إلى المدائن، فلما قتل علي رضي الله عنه زعم ابن سبأ أنه لم يمت لأن فيه جزءاً إلهياً وأن ابن ملجم إنما قتل شيطاناً تصوّر بصورة علي، و أن علياً في السحاب، والرعد صوته، والبرق سوطه، وأنه سينزل إلى الأرض). *مفہوم۔۔۔الصفیدی نے وافیات میں بھی عبداللہ بن سباء کے بارے تفصیلا لکھا ہے*

۳۷۔۔۔و ذكر ابن كثير (ت 774هـ) في البداية و النهاية (7/ 183) أن من أسباب تألب الأحزاب على عثمان ظهور ابن سبأ و صيرورته إلى مصر، و إذاعته على الملأ كلاماً اخترعه من عند نفسه. *مفہوم۔۔۔ابن کثیر نے تفصیلا لکھا ہے*

۳۸۔۔۔وجاء في الفرق الإسلامية (ص 34) للكرماني (ت 786هـ) أن علياً رضي الله عنه لما قتل زعم عبد الله بن سبأ أنه لم يمت، وأن فيه الجزء الإلهي. *مفہوم۔۔۔کرمانی رح۔نے بھی سبائیت بارے لکھا ہے*

۳۹۔۔۔ويشير الشاطبي (ت 790هـ) في كتابه الاعتصام (2/ 197) إلى أن بدعة السبئية من البدع الاعتقادية المتعلقة بوجود إله مع الله، و هي بدعة تختلف عن غيرها من المقالات.

مفہوم۔۔۔شاطبیؒ نے بھی عبداللہ بن سباء اور اس سے عقائد کا ذکر کیا ہے

٤٠---و ذكر ابن أبي العز الحنفي (ت 792هـ) في شرح العقيدة الطحاوية (ص 578) أن عبد الله بن سبأ أظهر الإسلام و أراد أن يفسد دين الإسلام كما فعل بولص بدين النصرانية. مفہوم---ابن ابی العز رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء کے بارے لکھا ہے

٤١ ---ويعرف الجُرجاني (ت 816هـ) في كتابه التعريفات (ص 79) عبد الله بن سبأ بأنه رأس الطائفة السبئية .. و أن أصحابه عندما يسمعون الرعد يقولون: عليك السلام يا أمير المؤمنين. مفہوم---جرجانی رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء بارے لکھا ہے

٤٢---ويقول المقريزي (ت 845هـ) في الخطط (2/ 356 - 357): (أن عبد الله بن سبأ قام في زمن علي رضي الله عنه مُحدِثاً القول بالوصية والرجعة والتناسخ).

مفہوم---مقریزی رح۔نے بھی عبداللہ بن سباءاس کے عقائد بلکہ نظریہ امامت کے تحت شیعت کے تین 300سو.فرقوں کا ذکر کیا ہے

٤٣---و قد سرد الحافظ ابن حجر (ت 852هـ) في كتابه لسان الميزان (3/ 290) أخبار ابن سبأ من غير طريق سيف بن عمر، ثم قال: (و أخبار عبد الله بن سبأ شهيرة في التواريخ، و ليس له رواية و الحمد لله).

مفہوم---ابن حجر رح۔سے کون واقف نہیں ہیں جنہوں نے کھول کر عبداللہ بن سباء وسبائیت کے بارے لکھا ہے

٤٤ ---وذكر العيني (ت 855هـ) في كتابه عقد الجمان (9/ 168): (أن ابن سبأ دخل مصر وطاف في كورها، و أظهر الأمر بالمعروف، و تكلم في الرجعة، و قررها في قلوب المصريين. مفہوم---علامہ عینی رح۔نے بھی عقد الجمان میں عبداللہ بن سباء کے کالے کرتوتوں وعقائد کاذکر کیا ہے۔

٤٥---و أكد السيوطي (ت 911هـ) في كتابه لب الألباب في تحرير الأنساب (1/ 132) نسبة السبئية إلى عبد الله بن سبأ. مفہوم---السیوطی رح۔نے بھی عبداللہ بن سباء کے موضوع پر لکھا ہے

٤٦ - وذكر السفاريني (ت 1188هـ) في كتابه لوامع الأنوار (1/ 80) ضمن فرق الشيعة فرقة السبئية و قال: (و هم أتباع عبد الله بن سبأ الذي قال لأمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنت الإله حقاً، فأحرق من أصحاب هذه المقالة من قدر عليه منهم فخدّ لهم اخاديد وأحرقهم بالنار. مفہوم---سفارینی اپنی کتب میں عبداللہ بن سباء کا حال بیان کرتے ہیں

٤٧---و يروي الزُّبيدي (ت 1205هـ) أن سبأ الوارد في حديث فروة بن مُسيك المرادي هو والد عبد الله بن سبأ صاحب السبئية من الغلاة. تاج العروس (1/ 75 - 76)، و كلام الزبيدي هذا غير مقبول و يرده حديث فروة بن مسيك، راجع صحيح سنن أبي داود (برقم (3373) و الترمذي (برقم 3220) كتاب تفسير سورة سبأ، و في الحديث زيادة تفصيل أن سبأ رجل

من العرب ولد له عشرة من الأنبناء: سكن منهم ستة في اليمن و أربعة في الشام، و هم أصول القبائل العربية: لخم وجذام وغسان .. الخ، مما يدل على أن سبأ رجل متقدم جداً من أصول العرب، فما علاقة ذلك بسبأ والد عبد الله صاحب السبئية؟!

مفہوم۔۔۔الزبیدی رح۔عبداللہ بن سباء کے بارے تفصلااپنی کتاب میں ذکر کرتے ہیں

۴۸ ۔۔۔و تحدث عبد العزيز بن ولي الله الدهلوي (ت 1239 هـ) في كتابه مختصر التحفة الاثنى عشرية (ص 317) عن ابن سبأ بقوله: (و من أكبر المصائب في الإسلام في ذلك الحين تسليط إبليس من أبالسة اليهود على الطبقة الثانية من المسلمين فتظاهر لهم بالإسلام وادعى الغيرة على الدين والمحبة لأهله .. و إن هذا الشيطان هو عبد الله بن سبأ من يهود صنعاء، و كان يسمى ابن السوداء، و كان يبث دعوته بخبث و تدرج و دهاء.

مفہوم۔۔۔محدث دہلوی رح۔تفصیلاابن سباءاس کے عقائد اوراس کے بنے والے فرقوں کاذکر کرتے ہیں۔

عبداللہ بن سباء کے بارے راجح قول

ما قبل ہم نے شیعہ مذہب کے آغاز کے متعلق اہم آراءذکر کی ہیں اوران پر حسب ضرورت نقد و تبصرہ بھی کیاہے شیعہ مذہب ایک نظریہ اور عقیدہ بن کراچانک ہی نمودار نہیں ہوابلکہ یہ کئی وقتی تبدیلیوں سے دوچار ہوااور مختلف مراحل سے گزراہے البتہ شیعہ مذہب کے ابتدائی افعال اوراس کے بنیادی اصول فرقہ سبائیہ کے ہاتھ پر ظہور پذیر ہوئے تھے جیساکہ کتب شیعہ بھی اس حقیقت کااعتراف واقرار کرتی ہیں کہ عبداللہ ابن سباءنے سب سے پہلے اس بات کااظہار کیا تھاکہ علی رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت ضروری ہےاور یہ کہ علی رضی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں جیساکہ گزرچکاہے بعینہ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منصوص من اللہ امامت کاعقیدہ ہے جو شیعہ مذہب کی اساس ہے جیساکہ شیعہ مذہب کی تعریف کے زمن میں ہم شیعہ عالم کانظریہ ذکر کرچکے ہیں پھر سب کو یہ بھی معلوم ہوچکاکہ ابن سبااوراس کی جماعت نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور سسر نسبی رشتے دار خلفاءاور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی ساتھیوں ابو بکر وعمروعثمان اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زبان طعن دراز کی تھی اور شیعہ بھی صحابہ کرام کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں جیساکہ ان کی کتب میں مرقوم ہے نیزابن سباء ہی سب سے پہلے رجعت علی رضی اللہ عنہ کا قائل تھااوراب یہی رجعت شیعہ مذہب کابنیادی اصول ہے مزید برآں ابن سباہی نے یہ بات کہی تھی کہ علی اوراہل بیت کے پاس چند مخصوص مخفی علوم ہے جیساکہ حسن بن محمد بن حنفیہ نے رسالہ الارجاءمیں کہاں ہےاب یہ مسئلہ شیعہ کے بنیادی عقیدے کی حیثیت اختیار کرچکاہے عبداللہ ابن سباءیہودی کا کہناکہ ان القرآن جزء من تسعۃ اجزاءوعلمہ عندہ علی (رضی اللہ عنہ) یہ قرآن ان نو اجزاء میں سے ایک جزہے اوراس کا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس ہے(احوال الرجال صفحہ 38)(مقالات والفرق صفحہ 21)(فرق الشیعۃصفحہ 23)(مسائل امامۃ صفحہ

22 23)(مقالہ الاسلامیین جلد 1 صفحہ 86)(التنبیہ والرد صفحہ 18)(الفرق بین الفرق صفحہ 234)(التبصیر فی الدین صفحہ 76)(محصل افکار المتقدمین و المتاخرین صفحہ 242)(المواقف صفحہ 419)(تہذیب التہذیب جلد 2 صفحہ 32)(رسالۃ الِارجاء ص 249۔250) صحیح بخاری میں بھی ایک اثر مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظریہ بہت پہلے ظاہر ہو گیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں یا لوگوں کے پاس نہیں ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکمل طور پر اس کی حتمی تردید کی تھی (بخاری کتاب العلم جلد 1 صفحہ 204)(باب حرم المدینۃ۔ باب فکاک الاسیر۔ باب ذمۃ المسلمین وجوارہم۔ باب اثم من عاھد ثم غدر۔ باب اِثم من تبرأ من موالیہ۔ باب العاقلہ۔ باب لایقتل مسلم بکافر۔ باب من یکرہ من التعمق والتنازع والغلو)(مسلم مع النووي جلد 9/141/13/144/143)(نسائی المجتبی جلد 8، 19/8)(ترمذی جلد 4/668)(امام احمد جلد 1/100)یہی شیعہ مذہب کا اہم دینی اصول ہیں جو یقیناً شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں معرض وجود میں آئے تھے لیکن لوگوں میں ایک مخصوص فرقے کی صورت میں متعارف نہیں ہوئے تھے بلکہ فرقہ سبائیہ نے جیسے ہی اپنا سر نکالا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے نابود کر دیا لیکن اس کے متصل بعد رونما ہونے والے واقعات معرکہ صفین واقعہ تحکیم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ نے ان عقائد کے ظہور اور انہیں جماعتی قالب میں ڈھالنے کے لئے مناسب فضا مھیا کر دیں (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ جلد 20 صفحہ 466)(منہاج السنہ جلد 1 صفحہ 219)(فتح الباری جلد 2 صفحہ 270)(التنبیہ والرد صفحہ 18)(التبصیر فی الدین صفحہ 70)(منہاج السنہ جلد 1 صفحہ 219 -220)

خلاصہ کلام: دنیا کے محققین مفسرین محدثین مورخین شیعہ و سنی مسلم و غیر مسلم وجودِ عبداللہ بن سباء پر بھی متفق ہیں اور عبداللہ بن سباء کے عقائد پر بھی متفق ہیں۔ محققین نے عبداللہ بن سباء کے مندرذیل عقائد بیان کیے ہیں

۱۔۔۔رجعت ۴۔۔۔تحریف القرآن

۲۔۔۔امامت ۵ ۵۔۔۔تبراء بر اصحاب رسول ﷺ

۳۔۔۔وصیت ۶۔۔۔لعن وطعن بر اُصحاب رسول ﷺ

یہ عقائد عبداللہ بن سباء کے تھے وہی ملعون ان عقائد کا بانی ہے جو کہ دینِ تشیع بن گئے۔اور شیت نے انہیں عقائد کو اپنے اصول الدین یا ایمانیات بنالیا اور بڑی ڈھٹائی سے ان کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہیے ہیں اور کر رہیے ہیں۔تو اب ہم اپنے اس رسالے کے اصل محور کی طرف بڑھ رہیے ہیں اور وہ محور ہے ایمانیات۔

نوٹ۔ آخر مذہب شیعہ کاامت مسلمہ کے ساتھ اختلاف کیا ہے؟ جس طرح تمام فروعات یعنی اعمال میں شیعت کاامت مسلمہ کے ساتھ اختلاف ہے اسی طرح شیعت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیعت کا اصول یعنی ایمانیات میں بھی امت مسلمہ کے ساتھ اختلاف موجود ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعت الگ دین ہے اور امت مسلمہ کا دین الگ ہے اس لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی کے دین یعنی اسلام کو سمجھنا چاہیے اور اس کے بعد امت مسلمہ کے پاس جو دین ہے اس کو اللہ تعالی کے بتائے ہوئے دین کے سامنے پیش کر کے دیکھا جائے اور پھر شیعہ مذہب کے اصول اور فروع کی کتابوں میں جو دین ہے اس کو دین اسلام کے سامنے پیش کر کے دیکھا جائے پھر فیصلہ کیا جائے کہ امت مسلمہ اور شیعہ کے بتائے ہوئے دین میں سے جو دین اسلام کے موافق ہے وہ برحق ہے اور جو دین اسلام کے موافق نہیں وہ باطل ہے۔

ایمانیات کیا ہیں

اللہ تعالی نے انسانی کامیابی کادارومدار ایمان کامل اور اعمال صالح پر رکھا ہے اور پھر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں بیان فرمایا ہے

آیة

سورة الکھف 18 آیت: 107

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے یقیناًان کے لئے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔

Indeed, those who have believed and done righteous deeds - they will have the Gardens of Paradise as a lodging,

اس آیت کریمہ میں مومنین صالحین کو جنتی کہا گیا ہے اور اعمال صالحہ کادارومدار بھی صحیح ایمان لانے پر ہے اگر ایمان صحیح نہیں تو اعمال بظاہر کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں لیکن وہ قابل قبول نہیں بلکہ ان کا وزن ہی نہیں کیا جائے گا

آیة:

سورة الکھف 18 آیت: 103

قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟

Say, [O Muhammad], "Shall we [believers] inform you of the greatest losers as to [their] deeds?

آية:

سورة الکھف 18 آیت: 104

اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ هُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا.

ترجمہ: وہ ہیں کہ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔

[They are] those whose effort is lost in worldly life, while they think that they are doing well in work."

آية:

سورة الکھف 18 آیت: 105

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا اس لئے ان کے اعمال غارت ہو گئے پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔

Those are the ones who disbelieve in the verses of their Lord and in [their] meeting Him, so their deeds have become worthless; and We will not assign to them on the Day of Resurrection any importance.

نوٹ: جناب قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ایمانیات کا تذکرہ ۵۲۵ دفعہ ۱۰۲ سورتوں میں کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اخروی نجات اور دنیاوی کامیابی کے لئے ایمان کا سیکھنا ضروری ہے اور ایمان سکھانے کے لئے اللہ رب العزت نے رسول ﷺ کو عالمین کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہادی اور رہبر بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کو قرآن مجید پڑھ کر ایمانیات اور صالح اعمال سکھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقصدِ بعثت کا حق ادا کر دیا ہزار ہا رکاوٹوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان سکھا کر ہزار ہا لوگوں کی جو تقریبا سوا لاکھ سے بھی زیادہ تھے ایسی تربیت فرمائی کہ وہ ایمان سیکھ کر اس منزل تک پہنچے کہ اللہ تعالی نے فرمایا

آیۃ:

سورۃ المجادلۃ 58 آیت: 22

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہر گز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ خدائی لشکر ہے آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

You will not find a people who believe in Allah and the Last Day having affection for those who oppose Allah and His Messenger, even if they were their fathers or their sons or their brothers or their kindred. Those - He has decreed within their hearts faith and supported them with spirit from Him. And We will admit them to gardens beneath which rivers flow, wherein they abide eternally. Allah is pleased with them, and they are pleased with Him - those are the party of Allah . Unquestionably, the party of Allah - they are the successful.

دین کا مفہوم کیا ہے

دین کا مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کی نسبت سمجھیں جیسا کہ دین کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو کیا مراد ہے رسول ﷺ کی طرف ہو تو کیا مراد ہے اصحاب رسول ﷺ کی طرف ہو تو کیا مراد ہے امت کی طرف ہو تو کیا مراد ہے۔

١۔۔دین کی نسبت اللہ کی طرف: دین کی نسبت اگر اللہ تعالی کی طرف ہو تو اس کا مطلب ہو گا اللہ تعالی کا بھیجا ہوا قانون جس میں عقیدہ اور ایمان سمجھایا گیا ہوں اور اچھے اعمال کرنے کا حکم کر کے اس پر اجر عظیم کا اعلان کیا گیا ہو اور برے اعمال سے منع کر کے بتایا گیا ہوں کہ اگر کوئی برا عقیدہ یا برا عمل کرے گا تو اس کی سزا بتائی گئی ہو

آیة: سورة النصر 110 آیت: 2

وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ

ترجمہ: اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔

And you see the people entering into the religion of Allah in multitudes,-

2۔۔اگر دین کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو تو اس کا مطلب ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد اور اعمال یعنی اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے دین یعنی قانون کو مان کر اس پر جس طرح رسول ﷺ نے عمل کیا

آیة:

سورة یونس 10 آیت: 104

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ شَكٍّ مِّنۡ دِیۡنِیۡ فَلَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰىكُمۡ ۚۖ وَ اُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ:

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔

Say, [O Muhammad], "O people, if you are in doubt as to my religion - then I do not worship those which you worship besides Allah ; but I worship Allah , who causes your death. And I have been commanded to be of the believers

آیة:

وَ اَنۡ اَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا ۚ وَ لَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ: اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر (اس) دین کی طرف کر لینا اور کبھی مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

And [commanded], 'Direct your face toward the religion, inclining to truth, and never be of those who associate others with Allah ;

آية:

سورة يونس 10 آيت: 106

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

And do not invoke besides Allah that which neither benefits you nor harms you, for if you did, then indeed you would be of the wrongdoers.'"

آية:

سورة الأنعام 6 آيت: 17

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ: اور اگر تجھ کو اللہ تعالٰی کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالٰی کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالٰی کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

And if Allah should touch you with adversity, there is no remover of it except Him. And if He touches you with good - then He is over all things competent.

۳۔۔۔دین کی نسبت ایمان والوں کی طرف ہونا

اگر دین کی نسبت ایمان والوں کی طرف ہو تو اس وقت بھی اس کا مطلب مومنین کے عقائد اور اعمال ہوں گے

آیة:

سورة المائدة 5 آیت: 3

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الۡمُنۡخَنِقَةُ وَ الۡمَوۡقُوۡذَةُ وَ الۡمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيۡحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ ۚ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ فِسۡقٌ‌ ؕ اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ‌ ؕ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا‌ ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ‌ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو ،اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو، اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں، اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری ہو، یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار تمھارے دین سے نا آمید ہو گئے، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بہت بڑا مہربان ہے۔

Prohibited to you are dead animals, blood, the flesh of swine, and that which has been dedicated to other than Allah , and [those animals] killed by strangling or by a violent blow or by a head-long fall or by the goring of horns, and those from which a wild animal has eaten, except what you [are able to] slaughter [before its death], and those which are sacrificed on stone altars, and [prohibited is] that you seek decision through divining arrows. That is grave disobedience. This day those who disbelieve have despaired of [defeating] your religion; so fear them not, but fear Me. This day I have perfected for you your religion and completed My favor upon you and have approved for you Islam as religion. But whoever is forced by severe hunger with no inclination to sin - then indeed, Allah is Forgiving and Merciful.

۴۔۔۔دین کی نسبت خلفاء کی طرف ہونا اگر دین کی نسبت خلفاء کی طرف ہو تو

آیۃ: سورۃ النور 24 آیت: 55

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔

Allah has promised those who have believed among you and done righteous deeds that He will surely grant them succession [to authority] upon the earth just as He granted it to those before them and that He will surely establish for them [therein] their religion which He has preferred for them and that He will surely substitute for them, after their fear, security, [for] they worship Me, not associating anything with Me. But whoever disbelieves after that - then those are the defiantly disobedient

۵۔دین کی نسبت کافروں کی طرف ہونا تو اس کا مطلب بھی کافروں کے عقائد اور اعمال ہوں گے

آیۃ: سورۃ الکافرون 109 آیت: 6

لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ۔

ترجمہ: تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔

For you is your religion, and for me is my religion."

آیۃ: سورۃ مومن 40 آیت: 26

وَ قَالَ فِرۡعَوۡنُ ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی وَ لۡیَدۡعُ رَبَّہٗ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّبَدِّلَ دِیۡنَکُمۡ اَوۡ اَنۡ یُّظۡہِرَ فِی الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو مار ڈالوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے مجھے توڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی (بہت بڑا) فساد برپا نہ کر دے۔

And Pharaoh said, "Let me kill Moses and let him call upon his Lord. Indeed, I fear that he will change your religion or that he will cause corruption in the land."

خلاصہ: ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ عقیدہ اور اعمال کو دین کہا جاتا ہے دین کا مفہوم سمجھنے کے بعد کہ دین عقائد اور اعمال کو کہا جاتا ہے اور یہ اصول بھی مسلم ہے کہ اعمال کا دارومدار بھی ایمان پر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دین میں سب سے اہم چیز ایمان ہے اور اللہ تعالی نے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین والمعصومین بنا کر دین سکھانے کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دین سکھانے کا حق ادا کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک آپ کا سکھایا ہوا دین جاری رہے گا اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مٹانے یا تحریف کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ امت اس کا مقابلہ کر کے اپنے نبی کے دین کو صحیح سلامت رکھنے کے لیے ھزارھا قربانیاں دیتی رہے گی جس طرح شیعہ مذہب کا امت مسلمہ کے ساتھ کلمہ وضواذان نماز روزہ زکوۃ وغیرہ میں واضح طور پر اختلاف نظر آتا ہے اسی طرح شیعہ مذہب کا امت مسلمہ کے ساتھ ایمانیات میں بھی اختلاف ہے اور جس طرح تمام اختلافی چیزوں میں ہر فریق اپنے آپ کو صحیح اور دوسرے کو غلط کہتا ہے اسی طرح ایمانیات میں بھی ہر فریق اپنے ایمان کو صحیح اور دوسرے فریق کے ایمان کو غلط سمجھتا ہے اور ایمان کا اختلاف اتنا اہم ہے کہ جو فریق اپنے ایمان کو صحیح کہہ رہا ہے تو یقیناً وہ اپنے آپ کو مومن سمجھ رہا ہے اور دوسرے فریق کے ایمان کو جب وہ غلط کہہ رہا ہے تو یقیناً اس کو کافر کہہ رہا ہے کیونکہ کسی کے ایمان کو غلط کہنا اس کے ایمان کو باطل کہنا ہے اور کسی کے ایمان کو باطل کہنا یا سمجھنا اس کو کافر سمجھنا ہے اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد اگر کوئی شیعہ مذہب کو سمجھنا چاہتا ہے کہ ان کا دین اسلام ہے یا نہیں تو سب سے پہلے وہ خود کسی بڑے شیعہ عالم سے سوال کرے کہ ان کے مذہب میں ایمان کیا ہے یعنی ان کے نزدیک شیعہ بننے کے لئے کن چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر کرنا یا اقرار کرنا لازمی ہے وہ ایمانیات کی تمام چیزیں تحریر کرے جن پر ایمان لانے کا اقرار کرنا ان کے نزدیک لازمی ہے اور وہ ان میں سے کسی ایک چیز کے عدم ذکر کرنے والے کو اپنا شیعہ تصور نہ کریں جب وہ اس طرح اپنا ایمان تحریر کر دیں تو پھر اس سے سوال کیا جائے کہ وہ اس اپنے ایمان کو اپنے (کسی اصولی کتاب سے حوالہ بتائے) ہی اصول کے مطابق اپنے ہی معتبر کتابوں میں سے کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے اس کو ثابت کرے تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ شیعہ مذہب میں جن چیزوں پر ایمان لانا لازمی

ہے وہ ایمانیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نے سیکھائی ہیں اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمانیات کی وہی چیزیں سمجھائی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالی نے نازل فرمائی ہیں اس لیے اس ایمانیات کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا اگر وہ کتاب اللہ میں بتائے ہوئے ایمانیات کے مطابق ہے تو اس بات پر یقین ہو جائے گا کہ شیعہ مذہب میں جو ایمانیات ہیں وہ اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق ہیں اور اگر شیعہ مذہب کی بتائی ہوئی ایمانیات جو کسی روایت سے انہوں نے ثابت کی تھی کتاب اللہ کے بتائے ہوئے ایمانیات کے خلاف ہیں تو اس روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا باقی کسی روایت میں کتاب اللہ کی بتائی ہوئی ایمانیات کو مکمل طور پر ذکر کیا گیا ہو اور اس کے بعد اگر کوئی زائد چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایمانیات میں ذکر کی گئی ہو تو اس کو قبول کیا جائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کے شارح ہیں اور آپ کی شرح وحی الہی سمجھی جائے گی

خلاصہ: خلاصہ کلام یہ کہ ایمان سیکھانا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے اس لیے صحیح صریح غیر معارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ایمان کا ثابت کرنا لازم ہوگا ایمان کے بارے میں کوئی ضعیف روایت یا کوئی تاریخی حوالہ یا بغیر سند کے روایت یا کسی غیر نبی کے قول کو قبول نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح جو روایات کتاب اللہ کے خلاف ہو گی وہ بھی ناقابل قبول ہو گی۔

نوٹ: ماقبل ہونے والی بحث میں ہمارے سامنے چند چیزیں آئیں کہ اللہ نے کامیابی کا وعدہ اپنے دین پر رکھا ہے وہ دنیاوی کامیابی ہو یا کہ آخرت کی کامیابی اور دین میں دو چیزوں کو بیان فرمایا ہے ایمانیات اور اعمال صالح تو یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہماری بحث صرف ایمانیات میں ہو گی اور ماقبل ومابعد ہونے والی بحث کا محور بھی ایمانیات ہی ہے جس کے ضمن میں ہم نے عبداللہ بن سباء کا تذکرہ کر دیا ہے۔ایمانیات میں مندرجہ ذیل موضوعات ہوں گے۔

۱۔ امت مسلمہ کے ایمانیات ۲۔ اہل تشیع کے ایمانیات ۳۔ رسول ﷺ کے بیان کردہ ایمانیات ۴۔ قرآن کے بیان کردہ ایمانیات۔

۱۔۔امت مسلمہ کے ایمانیات: جناب امت مسلمہ کی (چھوٹی بڑی) کتابوں میں جو ایمانیات ذکر ہے وہ یہ ہے

ایمانِ مُفَصَّل: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

۱۔ اللہ پر ایمان لانا ۴۔رسولوں پرایمان لانا

۲۔ فرشتوں پر ایمان لانا ۳۔ اللہ کی نازل کردہ کتابوں پرایمان لانا

۵۔آخرت پرایمان لانا ۶۔ تقدیر پر ایمان لانا

۲۔۔شیعت میں ایمانیات : شیعہ مذہب کی چھوٹی بڑی اصولی یافروعی کتابوں میں جن چیزوں کوایمانیات میں ذکر کیاگیاہے وہ یہ ہیں

۱۔ ۔توحید ۲۔ ۔عدل ۳۔ ۔نبوت ۴۔۔امامت ۵۔۔قیامت

(اصل واصول الشیعۃ صفحہ127) (توضیح المسائل صفحہ-7) (کلید مناظرہ صفحہ290) (تحفۃ العوام) مقبول جدید صفحہ-37) (شیعہ نماز صفحہ 3)

۳۔۔رسول ﷺ کا بیان کردہ ایمانیات:

حديث جبرائيل عليه السلام	حديث نمبر:
بخاری خلق الافعال 190	صحيح مسلم 93
جامع الترمذي 2610	سنن أبي داود 4695
سنن ابن ماجه 63	سنن النسائى الصغرى 4994
مشكوة المصابيح 2	الكشف 22
ابوعوانه 3/1 56/4	احمد 2926
ابن منده كتاب ايمان 14/1	ابن حبان 198-199
الآجرى الشريعه 188-189	ابويعلى 242
بيهقى شعب الايمان 3973	شرح السنة مروزى 363-327

مسانید:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ　　　　حضرت ابوعامر الاشعری رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ　　　　حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حديث: قال ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري رحمه الله: بعون الله نبتدئ وإياه نستكفي، وما توفيقنا إلا بالله جل جلاله. ¤ حدثني ابو خيثمة زهير بن حرب ، حدثنا وكيع ، عن كهمس ، عن عبد الله بن بريدة ، عن يحيى بن يعمر . ح وحدثنا وهذا حديثه، عبيد الله بن معاذ العنبري ، حدثنا ابي ، حدثنا كهمس ، عن ابن بريدة ، عن يحيى بن يعمر ، قال: كان اول من قال في القدر بالبصرة: معبد الجهني، فانطلقت انا وحميد بن عبد الرحمن الحميري، حاجين او معتمرين، فقلنا: لو لقينا احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسالناه عما يقول هؤلاء في القدر، فوفق لنا عبد الله بن عمر بن الخطاب داخلا المسجد، فاكتنفته انا، وصاحبي، احدنا عن يمينه والآخر عن شماله، فظننت ان صاحبي سيكل الكلام إلي، فقلت: ابا عبد الرحمن، إنه قد ظهر قبلنا ناس يقرءون القرآن، ويتقفرون العلم، وذكر من شانهم، وانهم يزعمون ان لا قدر، وان الامر انف، قال: فإذا لقيت اولئك، فاخبرهم اني بريء منهم، وانهم برآء مني، والذي يحلف به عبد الله بن عمر، لو ان لاحدهم، مثل احد ذهبا، فانفقه ما قبل الله منه، حتى يؤمن بالقدر، ثم قال: حدثني ابي عمر بن الخطاب ، قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم، إذ طلع علينا رجل شديد، بياض الثياب، شديد، سواد الشعر، لا يرى عليه اثر السفر، ولا يعرفه منا احد، حتى جلس إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فاسند ركبتيه إلى ركبتيه، ووضع كفيه على فخذيه، وقال: يا محمد، اخبرني عن الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " الإسلام ان تشهد ان لا إله إلا الله، وان محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وتقيم الصلاة، وتؤتي الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا "، قال: صدقت، قال: فعجبنا له يساله، ويصدقه، قال: فاخبرني عن الإيمان، قال: " ان تؤمن بالله، وملائكته، وكتبه، ورسله، واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره "، قال: صدقت، قال: فاخبرني عن الإحسان، قال: " ان تعبد الله كانك تراه، فإن لم تكن تراه، فإنه يراك "، قال: فاخبرني عن الساعة، قال: ما المسئول عنها باعلم من السائل، قال: فاخبرني عن امارتها، قال: " ان تلد الامة ربتها، وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء، يتطاولون في البنيان "، قال: ثم انطلق فلبثت مليا، ثم قال لي: يا عمر اتدري من السائل؟ قلت: الله ورسوله اعلم، قال: فإنه جبريل، اتاكم يعلمكم دينكم.

ترجمہ:۔ امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں ہم شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر۔ اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا مگر اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اس کا۔ یحییٰ بن یعمر سے روایت ہے، سب سے پہلے جس نے تقدیر میں گفتگو کی بصرے میں (جو ایک شہر ہے دہانہ خلیج فارس پر آباد کیا تھا اس کو عتبہ بن غزوان نے سیدنا عمر رضی

اللہ عنہ کی خلافت میں۔ سمعانی نے کہا: بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا۔ اور در حقیقت بصرہ ایک شہر ہے جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اس شہر کی بنا ہوئی ہو گی) وہ معبد جہنی تھا، تو میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری دونوں مل کر چلے حج یا عمرے کے لئے اور ہم نے کہا: کاش! ہم کو کوئی صحابی رسول مل جائے جس سے ہم ذکر کریں اس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں تو مل گئے ہم کو اتفاق سے سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما مسجد کو جاتے ہوئے۔ ہم نے ان کو بیچ میں کر لیا یعنی میں اور میرا ساتھی داہنے اور بائیں بازو ہو گئے۔ میں سمجھا کہ میرا ساتھی (حمید) مجھ کو بات کرنے دے گا (اس لئے کہ میری گفتگو اچھی تھی) تو میں نے کہا اے اباعبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی) ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں یا اس کی باریکیاں نکالتے ہیں اور بیان کیا حال ان کا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور سب کام ناگہاں ہو گئے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو جب ایسے لوگوں سے ملے تو کہہ دے ان سے میں بیزار ہوں اور وہ مجھ سے۔ اور قسم ہے اللہ جل جلالہ کی کہ ایسے لوگوں میں سے (جن کا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہیں) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر وہ اس کو خرچ کرے اللہ کی راہ میں تو اللہ قبول نہ کرے گا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لائے پھر کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو پہچانتا نہ تھا، وہ بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اور اپنے گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتائیے مجھ کو اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنی زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا اللہ کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے۔“ (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو) وہ بولا: سچ کہا آپ نے، ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیوں کرے گا) پھر وہ شخص بولا: مجھ کو بتائیے ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر، فرشتوں پر (کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجالاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی ہے) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لئے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب ہو گا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ پڑتال ہو گی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب اللہ پاک کی طرف سے ہے۔“ (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا: سچ کہا آپ نے۔ پھر اس شخص نے پوچھا: مجھ

کو بتایئے احسان کیا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو دیکھ رہا ہے۔'' اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا: بتایئے مجھ کو قیامت کب ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' وہ شخص بولا تو مجھے اس کی نشانیاں بتلایئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا ننگوں کو جن کے پاؤں میں جوتا نہ تھا، تن پہ کپڑا نہ تھا، کنگال بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں۔'' راوی نے کہا: پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمر! تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جبرئیل علیہ السلام تھے تم کو تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔''

خلاصہ: رسول ﷺ کے بیان کردہ ایمانیات یہ ہیں

١۔ اللہ پر ایمان لانا ٤۔ رسولوں پر ایمان لانا

٢۔ فرشتوں پر ایمان لانا ٥۔ آخرت پر ایمان لانا

٣۔ نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانا ٦۔ تقدیر پر ایمان لانا۔

٤۔۔اللہ تعالی کا بیان کردہ ایمانیات:

آیۃ:

Surat ul Baqarah Surah: 2 Verse: 177

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡاوُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَ الۡكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِيۡلِ ۙ وَ السَّآئِلِيۡنَ وَ فِى الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ۚ وَ الصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ۔

ترجمہ: ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے تنگدستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

Righteousness is not that you turn your faces toward the east or the west, but [true] righteousness is [in] one who believes in Allah , the Last Day, the angels, the Book, and the prophets and gives wealth, in spite of love for it, to relatives, orphans, the needy, the traveler, those who ask [for help], and for freeing slaves; [and who] establishes prayer and gives zakah; [those who] fulfill their promise when they promise; and [those who] are patient in poverty and hardship and during battle. Those are the ones who have been true, and it is those who are the righteous.

آیة: سورة النساء 4 آیت: 78

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِکَ ؕ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ فَمَالِ ہٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ حَدِیۡثًا ﴿۷۸﴾

ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آپکڑے گی، گو تم مضبوط قلعوں میں ہو اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے انہیں کہہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔

Wherever you may be, death will overtake you, even if you should be within towers of lofty construction. But if good comes to them, they say, "This is from Allah "; and if evil befalls them, they say, "This is from you." Say, "All [things] are from Allah ." So what is [the matter] with those people that they can hardly understand any statement?

خلاصہ:

۱۔ اللہ پر ایمان لانا ۴۔رسولوں پر ایمان لانا

۲۔ فرشتوں پر ایمان لانا ۵۔آخرت پر ایمان لانا

۳۔ نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانا ٦۔ تقدیر پر ایمان لانا۔

نوٹ: امت مسلمہ کے ایمانیات؛رسول ﷺ کے بیان کردہ ایمانیات؛اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات ایک ہی ہیں اور ان میں تناسب تساوی کا ہے ماقبل ہونے والی بحث اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات اور اہل تشیع کے بیان کردہ ایمانیات میں تقابلی طور پر ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات یہ ہیں

١۔ اللہ پر ایمان لانا ۔ ۴۔رسولوں پر ایمان لانا

٢۔ فرشتوں پر ایمان لانا ۔ ۵۔آخرت پر ایمان لانا

٣۔ نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانا ٦۔ تقدیر پر ایمان لانا۔

شیعہ مذہب میں ایمانیات یہ پانچ چیزیں ہیں

١۔توحید ۔ ۴۔امامت۔عصمت ۔وصیت

٢۔عدل ۔ ۵۔معاد(رجعت)

٣۔نبوت

بیان ہوئے ہیں امت مسلمہ رسول ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات میں تناسب تساوی کا ہے جبکہ شیعہ مزہب کے بیان کردہ ایمانیات اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات اور رسول ﷺ کے بیان کردہ ایمانیات میں تناسب تساوی کا نہیں ہے مطلب یہ کہ امت مسلمہ اور رسول ﷺ کا بیان کردہ ایمانیات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے جبکہ شیعہ مزہب میں ایمانیات الگ ہیں۔

تفصیلِ ایمانیات: آپ حضرات کے سامنے یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ امت مسلمہ رسول ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات ایک ہی ہیں تو اب اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات اور شیعہ مذہب کے ایمانیات کی تفصیل بیان کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات کی تفصیل

آیۃ :

Surat ul Baqarah Surah: 2 Verse: 177

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ الۡکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ

السَّبِيْلِ ۙوَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚوَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚوَ الْمُوْفُوْنَ بِعَہۡدِہِمْ اِذَا عٰہَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

ترجمہ : ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے تنگدستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

Righteousness is not that you turn your faces toward the east or the west, but [true] righteousness is [in] one who believes in Allah , the Last Day, the angels, the Book, and the prophets and gives wealth, in spite of love for it, to relatives, orphans, the needy, the traveler, those who ask [for help], and for freeing slaves; [and who] establishes prayer and gives zakah; [those who] fulfill their promise when they promise; and [those who] are patient in poverty and hardship and during battle. Those are the ones who have been true, and it is those who are the righteous.

آية:

سورة البقرة 2 آیت: 285

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٭۫ غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔

ترجمہ: رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

The Messenger has believed in what was revealed to him from his Lord, and [so have] the believers. All of them have believed in Allah and His angels and His books and His messengers, [saying], "We make no distinction between any of His messengers." And they say, "We hear and we obey. [We seek] Your forgiveness, our Lord, and to You is the [final] destination."

آیۃ: سورۃ النساء 4 آیت: 136

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۔

ترجمہ : اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائی گئی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

O you who have believed, believe in Allah and His Messenger and the Book that He sent down upon His Messenger and the Scripture which He sent down before. And whoever disbelieves in Allah , His angels, His books, His messengers, and the Last Day has certainly gone far astray۔

آیۃ: سورۃ النساء 4 آیت: 78

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾

ترجمہ : تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی، گو تم مضبوط قلعوں میں ہو اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے انہیں کہہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔

Wherever you may be, death will overtake you, even if you should be within towers of lofty construction. But if good comes to them, they say, "This is from Allah "; and if evil befalls them, they say, "This is from you." Say, "All [things]

are from Allah ." So what is [the matter] with those people that they can hardly understand any statement?

۱۔الفرقان آیت نمبر 2 ۲۔الطلاق آیت نمبر 3 ۳۔الفاطر آیت نمبر 11 ۴۔الحدید آیت نمبر22
۵۔التوبۃ آیت نمبر51 ۶۔آلعمران آیت نمبر 154 ۷۔الاعراف آیت نمبر 34
۸۔الواقعہ آیت نمبر7

خلاصہ : مذکورہ آیات میں اللہ تعالی نے امت مسلمہ کے ایمانیات بیان فرمائے ہیں آیات مبارکہ میں تقدیر کو واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اللہ تعالی نے قرآن کی 102 سورہ کی 525 آیات میں اجمالا و تفصیلا ایمانیات کا ذکر کیا ہے اللہ تعالی نے ایمانیات کی تفصیل میں جن چیزوں کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں

۱۔اللہ پر ایمان لانا ۴۔رسولوں پر ایمان لانا

۲۔فرشتوں پر ایمان لانا ۵۔آخرت پر ایمان لانا

۳۔کتابوں پر ایمان لانا ۶۔چیز کی تقدیر پر ایمان لانا۔

شیعہ مذہب میں ایمانیات کی تفصیل: جبکہ امت مسلمہ اور شیعہ کا قرآن ایک اور نبی بھی ایک لیکن باوجود اس کے مذہب شیعہ کا امت مسلمہ کے ساتھ ہر چیز میں اختلاف واضح طور پر موجود ہے۔وہ اختلاف آخر ہے کیوں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ شیعہ محققین نے امت مسلمہ سے ہٹ کر اپنے الگ اصول بنائے ہیں ان اصولوں کے مطابق وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین لینے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ماننے کے دعویدار ہیں اور وہ اصول یہ ہیں

۱۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے نزدیک بارہ(12) حضرات منصوص من اللہ' مفترض الطاعات' معصوم عن الخطأ أعلم الناس 'وأشجع الناس 'أفضل الناس' راسخون فی العلم اور پیدائشی مسلمان ہیں اس لئے ان کے نزدیک دین کی ہر بات جو ان حضرات میں سے کسی ایک سے ملے وہی برحق ہے ان حضرات کے برخلاف دین کی کوئی بات بھی کسی بھی اعلی سے اعلی صحابی تابعی تبع تابعی سے قبول نہیں کی جائے گی

۲ ۔۔۔ ان بارہ آئمہ معصومین کے بعد وہی راوی معتبر ہوگا جو ان بارہ حضرات کو منصوص من اللہ مفترض الطاعۃ معصوم عن الخطا مانتا ہو اور ان کے علاوہ کسی دوسرے سے شریعت کا کوئی مسئلہ اخذ کرنا جائز نہ سمجھتا ہو

خلاصہ : اس مصنوعی اصول کی بنیاد پر مذہب شیعہ کی روایات الگ؛ تفاسیر الگ؛ اسماء والرجال الگ؛ تاریخ الگ؛ اور ان چیزوں کی وجہ سے ایمانیات الگ؛ کلمہ؛ اذان؛ وضو؛ روزہ؛ نماز؛ زکوۃ؛ وغیرہ امت مسلمہ سے الگ ہوگئے اور شیعہ مذہب کے ماننے والے اس اصول پر بہت نازاں ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول ﷺ کا دین خود رسول ﷺ اور ان کے اہل بیت سے لیا ہے اور منصوص من اللہ اور معصوم عن الخطا حضرات سے ان تک دین پہنچا ہے لیکن اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ شیعہ مذہب کے اس اصول کے مطابق ان کے مذہب میں ایمانیات کیا ہیں؟ شیعہ مذہب میں ایمانیات کو اصول سے اور اعمال کو فروغ سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی شیعہ عقائد اور ایمان کی تفصیل کو اصول دین اور اعمال کی تفصیل کو فروع دین کہتے ہیں ہم اصول دین کے متعلق ان کی اصولی اور فروعی کتابوں سے عبارت نقل کرتے ہیں

1۔۔۔ کتاب اصل الشیعہ واصولھا:

عبارت وهو بيان عقائد الشيعة (اصولاً وفروعاً) ونحن نورد أمهات القضايا، ورؤوس المسائل، على الشرط الذي أشرنا إليه آنفاً من الاقتصار على المجتمع عليه، الذي يصح أن يقال: أنه مذهب الشيعة، دون ما هو رأي الفرد والأفراد منهم. فنقول: إن الدين ينحصر في قضايا خمس:

1 معرفة الخالق. 4 الأخذ بالفضيلة ورفض الرذيلة.

2 معرفة المبلغ. 5 الاعتقاد بالمعاد والدينونة.

3 معرفة ما تعبد به، والعمل به.

فالدين علم وعمل (وأن الدين عند الله الإسلام) والإسلام والإيمان مترادفان، ويطلقان على معنى أعم يعتمد على ثلاثة أركان:التوحيد، والنبوة، والمعاد..فلو أنكر الرجل واحدا منها فليس بمسلم ولا مؤمن، وإذا دان بتوحيد الله، ونبوة سيد الانبياء محمد (صلى الله عليه وآله)، واعتقد بيوم الجزاء . من آمن بالله ورسوله واليوم الآخر . فهو مسلم حقاً، له ما للمسلمين وعليه ما عليهم، دمه وماله وعرضه حرام.ويطلقان أيضاً على معنى أخص يعتمد على تلك الأركان الثلاثة وركن رابع وهو العمل بالدعائم التي بني الإسلام عليها وهي خمس: الصلاة، والصوم، والزكاة، والحج، والجهاد.وبالنظر إلى هذا قالوا: الإيمان إعتقاد بالجنان، وإقرار باللسان، وعمل بالإركان، (من آمن بالله ورسوله وعمل صالحا).فكل مورد في القرآن اقتصر على ذكر الإيمان بالله ورسوله واليوم الآخر، يراد به الإسلام والإيمان بالمعنى الأول، وكل مورد أضيف إليه ذكر العمل الصالح يراد به المعنى الثاني. والأصل في هذا التقسيم قوله تعالى: (قالت الأعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا أسلمنا ولما يدخل الإيمان في قلوبكم).وزاده تعالى إيضاحاً بقوله بعدها: (إنما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا بأموالهم وأنفسهم في سبيل الله أولئك هم الصادقون يعني: أن الإيمان

قول ويقين وعمل.فهذه الأركان الأربعة هي اصول الإسلام والإيمان بالمعنى الأخص عند جمهور المسلمين.(اصل الشيعة واصولها صفحه75)

ترجمہ: مقصد الثانی اصول اور فروع کے اعتبار سے عقائد شیعہ کے بیان ہیں ہم بنیادی باتیں اور بنیادی مسائل اختصار سے اس شرط کے مطابق ذکر کریں گے جن کی طرف ہم نے ابھی اشارہ کیا (کی صرف کلیات پیش کریں گے جو شیعت کا محور ہیں اور وہ اجماعی باتیں ہیں جن کے لیے کہا جائے گا کہ واقعتاً یہی شیعہ مذہب ہے نہ کہ کوئی اور چیز جو کسی ایک فرد یا چند افراد کی رائے ہو) اگلی عبارت کا ترجمہ شیعوں کے مولانا سید ابن حسن نجفی نے یوں کیا ہے اس لحاظ سے کہ دین کے دو شعبے ہیں نظری و عملی باعتبارِ اسلام اور ایمان مراد ہیں توحید نبوت و قیامت اسلام کے تین بنیادی رکن ہیں اگر کوئی شخص ان ارکان میں سے کسی رکن کا منکر ہے تو نہ وہ مسلم ہے نہ وہ مومن اور اگر ان ارکان پر ایمان لے آئے تو حسب ارشاد باری (من آمن باللہ ورسولہ وعمل صالحا).اس کا شمار مسلمانوں میں ہو گا اور اسے مسلمانوں کے جملہ حقوق حاصل ہوں گے لیکن بمعنی آیۃ (من آمن باللہ ورسولہ وعمل صالحا) حسب تصریح بالا ایمان اعتقاد بالجنان واقرار باللسان وعمل بالارکان لفظ اسلام کا ایمان سے ایک خاص مفہوم پیدا ہو جاتا ہے اور اسی کے ساتھ مزید ایک رکن کا اضافہ ہوتا ہے یعنی ان فرائض کی تعمیل جن پر اسلامی نظام کا دارو مدار ہے ان فرائض کی پانچ قسمیں ہیں

١ نماز ٣ زکاۃ

٢ روزہ ٤ حج

٥ جہاد

اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دراصل قول یقین اور عمل کے مجموعے کا نام ایمان ہے یہ تو تھا جمہور اسلام کے نظریات کا خلاصہ (اصل الشیعۃ واصولھا ص62)

نوٹ: شیعہ مصنف نے جمہور مسلمانوں کا اجماعی ایمان ذکر کیا ہے جبکہ جمہور مسلمانوں کا تفصیلی ایمان وہی ہے جو حدیث جبرائیل میں مذکور ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں

١۔اللہ پر ایمان لانا ٤۔رسولوں پر ایمان لانا

٢۔فرشتوں پر ایمان لانا ٥۔آخرت پر ایمان لانا

٣۔کتابوں پر ایمان لانا ٦۔چیز کی تقدیر پر ایمان لانا۔

ان چیزوں کا ذکر ہے اس کے بعد شیعہ مصنف نے اپنے آپ کو امت مسلمہ سے علیحدہ کرنے کا جو نقطہ ذکر کیا ہے وہ ہے عقیدہ امامت آگے لکھتا ہے

عبارت :- ولكن الشيعة الإمامية زادوا (ركناً خامساً) وهو: الإعتقاد بالإمامة. يعني أن يعتقد: أن الإمامة منصب إلهي كالنبوة، فكما أن الله سبحانه يختار من يشاء من عباده للنبوة والرسالة، ويؤيده بالمعجزة التي هي كنص من الله عليه (وربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرةفكذلك يختارللإمامة من يشاء، ويأمر نبيه بالنص عليه، وأن ينصبه إماماً للناس من بعده للقيام بالوضائف التي كان على النبي أن يقوم بها، سوى أن الإمام لا يوحى إليه كالنبي وإنما يتلقى الأحكام منه مع تسديد إلهي. فالنبي مبلغ عن الله والإمام مبلغ عن النبي.والإمامة متسلسلة في اثني عشر، كل سابق ينص على اللاحق. ويشترطون أن يكون معصوماً كالنبي عن الخطأ والخطيئة، والإ لزالت الثقة به، وكريمة قوله تعالى: (إني جاعلك للناس إماماً قال ومن ذريتي قال لا ينال عهدي الظالمين) صريحة في لزوم العصمة في الإمام لمن تدبرها جيداً.وأن يكون أفضل أهل زمانه في كل فضيلة، وأعلمهم بكل علم، لأن الغرض منه تكميل البشر، وتزكية النفوس وتهذيبها بالعلم والعمل الصالح فمن اعتقد بالإمامة بالمعنى الذي ذكرناه فهو عندهم مؤمن بالمعنى الأخص، والغرض: إن أهم ما امتازت به الشيعة عن سائر فرق المسلمين هو: القول بإمامة الأئمة الأثني عشر، وبه سميت هذه الطائفة (إمامية)فقد تتجاوز طوائف الشيعة المائة أو أكثر، ببعض الاعتبارات والفوارق، ولكن يختص اسم الشيعة اليوم . على إطلاقه . بالإمامية التي تمثل أكبر طائفة في المسلمين بعد طائفة السنة.(اصل الشيعة واصولها صفحات62-63-64-65)

ترجمہ: لیکن شیعہ امامیہ نے ایک رکن بڑھا کر پانچ رکن بنا دیے اور وہ عقیدہ امامت ہے یعنی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امامت نبوت کی طرح منصب الٰہی ہے جس طرح اللہ تعالی نبوت اور رسالت کے لیے کسی کو منتخب کر کے اس کی معجزات سے تائید کرتا ہے اسی طرح امامت کے لئے کسی کو منتخب کر کے نبی کو حکم کرتا ہے کہ وہ لوگوں پر اس کو امام مقرر کریں فرق صرف یہ ہے کہ نبی اللہ کی طرف سے مبلغ ہوتا ہے اور امام نبی کی طرف سے مبلغ ہوتا ہے (پیغام پہنچاتا ہے)اور شیعوں نے امام کے لیے یہ بھی شرط لگائی ہے کہ وہ نبی کی طرح معصوم عن الخطا ہو۔۔بس جو شخص اس طرح امامت کا عقیدہ رکھے جس طرح ہم نے ذکر کیا(امام منصوص من اللہ اور معصوم عن الخطا ہو)تو وہ شیعوں کے نزدیک خاص مومن ہے الغرض عام مسلمانوں میں شیعوں کو جو امتیازی حیثیت حاصل ہے وہ اس وجہ سے کہ وہ ائمہ اثنا عشریہ کی امامت کے معتقد ہیں اور اسی بنا پر اس فرقہ کو امامیہ کہتے ہیں خیال رہے کہ تمام شیعہ امامیہ نہیں ہیں کیونکہ لفظ شیعہ کا اطلاق زیدیہ واسماعیلیہ وغیرہ پر بھی ہوتا ہے اس طرح سو100 بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ شیعہ فرقوں کی فہرست تیار ہو جائے گی لیکن موجودہ زمانے میں شیعہ کا نام امامیہ فرقہ کے ساتھ مختص ہو چکا ہے جو سنیوں کے بعد سب سے بڑی تنظیم ہے (اصل الشیعہ واصولھا اردو صفحات 62۔63۔64۔65۔ عربی۔58۔59۔60)

تبصرہ: شیعہ مصنف نے واضح طور پر اس حقیقت کا اقرار کیا ہے کہ شیعوں نے عقیدہ امامت کو ایمانیات میں خود بخود داخل کیا ہے اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے امامت کو نبوت کی طرح منصب الٰہی کا عقیدہ اور اس کے لئے نبی کی طرح معصوم ہونے کی شرط بھی خود ہی لگائی ہے اور اس من گھڑت امامت کا عقیدہ رکھنے والے کو پکا مومن سمجھتے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ اس من گھڑت امامت کے عقیدے کی وجہ سے ہی امت مسلمہ سے خارج ہوئے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ پہلے زمانے میں شیعوں کے اگرچہ 100 سے زیادہ فرق (تین 300 سو الخطط للمقریزی 70 ستر للمسعودی اسی 80 یعقوبی) ہے لیکن اس زمانے میں شیعہ مذہب اور نام صرف شیعہ اثناعشریہ امامیہ کے ساتھ ہی مختص ہے اس کے بعد شیعہ مصنف نے لکھا ہے کہ فروعات کی بحث کو چھوڑ کر ہم صرف شیعہ عقائد کا ذکر کرتے ہیں جن عقائد پر شیعوں کا اجماع ہے اور ان پر احکام کا دار و مدار ہے

عبارت: ولكن القصد أن نذكر أصول عقائد الشيعة ورؤوس أحكامها المجمع عليها عندهم، والعهدة في إثباتها على موسوعات مؤلفاتهم.وهنا نعود فنقول: الدين علم وعمل، وظائف للعقل ووظائف للجسد، فهاهنا منهجان:الأول: في وظائف العقل.

ترجمہ: ہم اصول یعنی عقائد شیعہ کے ذکر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جو شیعوں کے نزدیک اجماعی عقائد ہیں اور ان عقائد پر احکام کا مدار ہے شیعی نقطہ نظر سے مذہب دو شاخوں میں تقسیم ہوتا ہے

١۔ علم ٢۔ عمل

یعنی کچھ مسائل کا تعلق عقل سے ہے اور کچھ مسائل جسم سے متعلق ہیں وہ مسائل جن کا علاقہ علم یعنی عقل سے ہے انہیں اصول دین سے موسوم کیا جاتا ہے اور ان کی تعداد پانچ ہے

١۔ توحید ۴۔ امامت۔ عصمت۔ وصیت

٢۔ عدل ۵۔ معاد (رجعت)

٣۔ نبوت

(اصل الشیعة و اصولها عربی صفحه 60-70) مصنف نے ایک اصل کو لکھ کر اس کی تفصیل بیان کی ہے

عبارت: قد أنبأناك أن هذا هو الأصل الذي امتازت به الإمامية وافترقت عن سائر فرق المسلمين، وهو فرق جوهري أصلي، وما عداه من الفروق فرعية عرضية كالفروق التي تقع بين أئمة الاجتهاد عندهم كالحنفي والشافعي وغيرهما.

ترجمہ: تحقیق ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ عقیدہ امامت ہی وہ امتیازی مسئلہ ہے جس کی بناپر شیعہ فرقہ امت مسلمہ کے تمام فرقوں سے الگ تھلگ نظر آتا ہے جو اس مکتب خیال کو عام مکاتب سے علیحدہ کرتا ہے اس کے علاوہ جو اختلافات ہیں ان کی حیثیت اصولی نہیں بلکہ فروعی ہے اس قسم کے ذیلی اختلافات خود سواد اعظم کے ائمہ اجتہاد مثلا حنفی شافعی وغیرہم میں پائے جاتے ہیں (اصل الشیعۃ واصولھا عربی صفحہ 65)(اصل واصول شیعہ اردو صفحہ 71-70)

تبصرہ: شیعہ مصنف نے اس عبارت میں یہ بتایا کہ ہم شیعہ عقائد کی بنیادی چیزوں کو ذکر کرتے ہیں جن پر تمام احکام کا مدار ہے اور جن پر شیعوں کے نزدیک اجماع ہے اس کے بعد مصنف نے دین کو دو چیزوں میں تقسیم کیا

۱ علم یعنی اصول دین ۲ عمل یعنی فروع دین

اور لکھا کہ اصول دین کا تعلق عقل سے ہے اور فروع دین کا تعلق جسم سے ہے اور پھر اپنے عقائد یعنی ایمانیات کو اس طرح ذکر کیا ہے

۱ التوحید۔ اصل الاول عندالشیعة

صفحه 61

۲ النبوت أصل الثانی عند الشیعة

صفحه 63

۳ الامامة اصل الثالث عند الشیعة

صفحه 65

۴ العدل أصل الرابعة عند الشیعة

صفحه72

۵ المعاد أصل الخامس عند الشیعة

(أصل الشیعة واصولهاصفحه 75)

شیعہ مصنف نے ایمانیات میں پانچ چیزوں کا ذکر کیا ہے اور ان چیزوں کو ایمان اور عقیدہ کہہ کر بیان کیا اور پہلے اس نے خود بتادیا کہ ہم ان عقائد کو بیان کریں گے جن پر شیعوں کا اجماع ہے اور ان عقائد کے بعد ہی کہا جاتا ہے کہ یہ شیعہ مذہب ہے اور اس کے بعد مصنف نے عقیدہ امامت کی تفصیلات کو کچھ یوں ذکر کیا ہے

عبارت: وعرفت أن مرادهم بالإمامة: كونها منصبا إلهياً يختاره الله بسابق علمه بعباده، كما يختار النبي، ويأمر النبي بان يدل الأمة عليه، ويأمرهم باتباعه.ويعتقدون: أن الله سبحانه أمر نبيه بأن ينص على علي عليه السلام وينصبه علماً للناس من بعده، وكان النبي يعلم أن ذلك سوف يثقل على الناس، وقد يحملونه علىالمحاباة والمحبة لابن عمه وصهره، ومن المعلوم أن الناس ذلك اليوم، وإلى اليوم، ليسوا في مستوى واحد من الإيمان واليقين بنزاهة النبي وعصمته عن الهوى والغرض، ولكن الله سبحانه لم يعذره في ذلك فاوحى اليه: (يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلغت رسالته)، فلم يجد بداً من الإمتثال بعد هذا الإنذار الشديد، فخطب الناس عند منصرفه من حجة الوداع في غدير خم، فنادى وجلهم يسمعون : «ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم» ؟.فقالوا: اللهم نعم.فقال: «من كنت مولاه فهذا علي مولاه»... الى آخر ما قال ثم أكد ذلك في مواطن اخرى تلويحاً وتصريحاً، إشارة ونصاً، حتى أدى الوظيفة، وبلغ عند الله المعذرة.ولكن كبار المسلمين بعد النبي صلى الله عليه وآله تأولوا تلك النصوص، نظراً منهم لصالح الإسلام . حسب اجتهادهم . فقدموا وأخروا، وقالوا: الامر يحدث بعده الأمر.وامتنع علي وجماعة من عظماء الصحابة عن البيعة أولاً، (اصل الشيعة واصولها صفحه ،72-73)

ترجمہ: امامیہ فرقہ کے نزدیک امامت وہ منصب الٰہی ہے جو نبوت کی طرح پروردگار عالم کی جانب سے ہدایت خلق کے لئے عطا ہوتا ہے اوران کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب باری عزاسمہٗ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ علی ابن ابی طالب کو اپنا جانشین مقرر کریں تاکہ ختم نبوت کے بعد کار تبلیغ جاری رہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ یہ عہدہ لوگوں کو کھٹکے گا اکثر اسے بھائی کی چاہت اور دامادنوازی پر محمول کریں گے لیکن قدرت نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی اور بالکل صاف صاف لفظوں میں حکم دیا

آیة یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔۔۔الآیه :اے رسول اللہ علیہ وسلم تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کا فوراً اعلان کردو اور اگر مفوضہ کام کی انجام دہی میں ذرا بھی سستی کی تو یہ سمجھا جائے گا کہ تم نے کار رسالت انجام ہی نہیں دیا اس صورت میں سوائے تعمیل حکم کے اور کیا چارا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃالوداع کے بعد لوگوں کو غدیر خم میں جمع کرکے

روایت: من کنت مولاه فهٰذا على مولاه ۔۔

فرما کر حکم خدا کی تعمیل کردی لیکن ختم المرسلین کی آنکھ بند ہوتے ہی بعض دیدہ دلیر مسلمان حقیقت پر پردہ ڈالنے کے درپے ہوگئے نص صریح کی تاویل کی اور اپنے اجتہاد سے احکام میں تغیر و تبدل کرنے لگے بہرحال علی اور ان کا گروہ جو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ پر مشتمل تھا اس خودساختہ روش سے علیحدہ رہے اور پہلے بیعت سے انکار کردیا

عبارت: وامتنع علي وجماعة من عظماء الصحابة عن البيعة أولاً، ثم رأى [أن] امتناعه من الموافقة والمسالمة ضرر كبير على الإسلام، بل ربما ينهار عن أساسه، وهو بعد في أول نشوئه وترعرعه، وأنت تعلم أن للاسلام عند أمير المؤمنين عليه السلام من العزة والكرامة، والحرص عليه والغيرة،بالمقام الذي يضحي له بنفسه وأنفس مالديه، وكم قذف بنفسه في لهوات المنايا تضحية للاسلام. وزد على ذلك أنه رأى الرجل الذي تخلف على المسلمين قد نصح للاسلام، وصار يبذل جهده في قوته وإعزازه، وبسط رايته على البسيطة، وهذا أقصى ما يتوخاه أمير المؤمنين من الخلافة والإمرة، فمن ذلك كله تابع وبايع ، حيث رأى أن بذلك مصلحة الإسلام (اصل الشيعة واصولها صفحه 66)

ترجمہ: پھر جب علی رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ موافقت اور مسالمت سے دور رہنے میں اسلام کا بڑا نقصان ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کو اسلام کی عزت اور وقار اور اسلام کا حرص اور اسلام پر غیرت اپنی جان سے بھی زیادہ تھی اس لیے انہوں نے اس خلیفہ کا اتباع کیا اور بیعت کی جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ بیعت کرنے میں ہی اسلام کی مصلحت ہے تو آپ نے خلیفہ کی بیعت کر لی

تبصرہ: شیعہ مصنف نے اس بات کو واضح کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے بیعت کرنے سے اپنے آپ کو دور رکھا لیکن جب دیکھا کہ مسلمانوں کی جماعت سے جدا رہنے میں نقصان ہے اور خلیفہ کی بیعت کر کے اس کی اتباع کرنے میں اسلام کا فائدہ ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کی بیعت کر کے اس کا اتباع کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اسلام کے فائدے میں چل رہی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی بیعت کر لی لیکن تعصب کا بیڑہ غرق ہو اس پوری عبارت کا شیعوں کے مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ نجفی نے ترجمہ ہی نہیں کیا شیعوں کے حجۃ الاسلام آل کاشف الغطاء نے مذہب شیعہ کا وہ عقیدہ اور ایمان ذکر کیا جس پر شیعہ مذہب کا اجماع ہے جس میں اس نے پانچ چیزوں کو اپنے ایمانیات میں ذکر کیا

۱۔توحید ۴۔امامت۔عصمت ۔وصیت

۲۔عدل ۵۔معاد(رجعت)

۳۔نبوت

اسکے بعد انہوں نے فروع دین یعنی اعمال کا ذکر کیا ہے

2۔۔۔حق الیقین: شیعوں کا خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حق الیقین میں لکھتا ہے کہ

عبارت: درابتدآتکلیف مکلف واجب تحصیل ایمان است

ترجمہ: یعنی سب سے پہلے ہر مکلف پر ایمان کا حاصل کرنا واجب ہے

عبارت: چون ایمان عبارت است از تصدیق با وجود حضرت علی و صفات کماله۔ ۔۔۔تنزیهه واقرار بحقیقت انبیاء کے از جانب حق تعالی برائے تکمیل خلائق برایشان مبعوث گردیده اند خصوصاپیغمبر آخر الزمان محمد بن عبدالله صلی الله علیه وسلم اقرار بحقیقة جمیع اوصیان پیامبران خصوصا دوازده امام کے اوصیا پیغمبر آخر الزمان اندو اقرار بعدالت حق تعالی وه اقرار بحشر و معاد

ترجمہ: جبکہ ایمان حق تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرنے اور انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت خصوصاً آخری پیغمبر محمد ابن عبداللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کرنے اور تمام پیغمبروں کے اوصیاء خصوصاً بارہ اماموں جو آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں ان کے وصی ہونے کا اقرار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عدالت کا اقرار کرنے اور حشر اور معاد کے اقرار کرنے کا نام ہے (حق الیقین فارسی صفحہ 3 بازار شیرازی ایران)

3۔۔۔تحفۃ العوام

عبارت: ہر مکلف پر شرعاً واجب ولازم ہے کہ وہ اپنے عقائدے دینی کو صحیح اور درست کرے یعنی اصول دین کا صحیح اور احکام سے پوری طرح واقفیت ہو

پہلا باب اصول دین

۱۔توحید ۴۔امامت۔عصمت ۔وصیت

۲۔عدل ۵۔معاد (رجعت)

۳۔نبوت

(تحفۃ العوام مقبول صفحہ 31-30) تیسرا باب فروع دین اصول دین یعنی دین کی جڑوں کا بیان ہو چکا ہے اب فروع دین یعنی دین کی شاخوں کا ذکر کیا جاتا ہے جس طرح درخت کی بنیاد کا استحکام اور اسکے سرسبزی اور شادابی اس کی جڑوں کی مضبوطی اور شاخوں کے سرسبز اور ہرے بھرے رہنے پر منحصر ہے بعینہ دین اسلام کی بقاء اور استقرار واستحکام کا انحصار اس کے اصول کے صحیح

اعتقاد اور فروع احکام کے کماحقہٗ آگہی اور اعمال کے مطابق شریعت تعمیل وبجا آوری پر ہے (تحفۃ العوام مقبول جدید صفحہ 39 40 افتخار بک ڈپو لاہور) مؤلف جناب (شیعوں کا) تقدس مآب سید منظور حسین صاحب نقوی

4۔۔توضیح المسائل شیعہ مصنف سید محمد شیرازی قم نے اپنی کتاب توضیح المسائل میں لکھا ہے کہ اصول دین پانچ ہیں

۱۔توحید ۴۔امامت۔عصمت۔وصیت

۲۔عدل ۵۔معاد(رجعت)

۳۔نبوت

(توضیح المسائل صفحہ-7)

5۔۔۔(نماز جعفریہ صفحہ-17) 6۔۔(نماز سیکھ صفحہ16)

7۔۔۔(نماز آل محمدؐ صفحہ 8) 8۔۔۔(کتاب نماز وطھارت مجانب بزم حیدری خیر پور میرس صفحہ10)

مصنف طالب حسین کرپالوی 9۔۔۔(شیعہ کا تعارف مصنف محمد بخش مگسی صفحہ238 اور 240)

10۔۔۔(توضیح المسائل ابوالقاسم خوئی صفحہ-16) 11۔۔۔(کلید مناظرہ مصنف سید برکت علی شاہ گوشہ نشین وزیر آبادی صفحہ 290) 12۔۔۔(مفتاح الجنان صفحہ 8) 13۔۔۔(یاد الٰہی مصنف سید احمد سہریانی فرخانی صفحہ 85)

تبصرہ: شیعہ مصنفین نے جس انداز اور مثالوں سے اصول دین کا ذکر کیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب میں یہی اصول دین اور یہی ایمانیات اور یہی عقائد ہیں جن پر فروع دین یعنی اعمال کا دارومدار ہے اب ہم شیعہ مذہب کے ماننے والوں سے سوال کرتے ہیں؟ کیا اہل تشیع اپنی اس ایمانیات کو جس پر ان کا اجماع بھی ہے اور جس پر ان کے اعمال کا دارومدار بھی ہے جس کو وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی بھی کہتے ہیں اور جس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو امت مسلمہ میں بھی شمار کرتے ہیں اپنے اصول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ سے ثابت کریں یعنی جن اصول سے شیعہ مذہب میں راویوں کی تحقیق کی جاتی ہے اس تحقیق کے مطابق ثقہ راویوں سے صحیح صریح غیر معارض مرفوع حدیث سے اپنے اس ایمانیات کو اپنی ہی کتابوں سے ثابت کر سکتے ہیں؟ پس اگر اس طرح انہوں نے اپنے ایمانیات کو قولِ رسول ﷺ سے ثابت کر دیا تو اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا اگر کتاب اللہ میں بھی انہی چیزوں کو ایمانیات میں ذکر کیا گیا ہے تو شیعوں کی ایمانیات کو صحیح سمجھا جائے گا اور شیعہ

مذہب کو دین اسلام تصور کیا جائے گا اور اہل تشیع کو امتِ مسلمہ میں شمار کیا جائے گا اور اگر کوئی شیعہ اپنے مذہب کی بتائی ہوئی ایمانیات کو مذکورہ اصول کے مطابق قولِ رسول ﷺ سے ثابت نہیں کر سکتے بلکہ رسول ﷺ کے بجائے کسی غیر نبی یا غیر رسول کے اقوال سے اپنے ایمانیات کو ثابت کرتے ہیں تو انکے اس قسم کے دلائل کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ ایمانیات کا سکھانا اللہ کے رسول ﷺ کا کام ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو ایمانیات سکھا کر اپنی اس ذمہ داری کو بخوبی احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے اس لیے کوئی شیخ محقق اپنے مذہب کی بتائی ہوئی ایمانیات کو اگر اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں کر سکتا تو شیعہ مذہب کو دین اسلام نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اسلام کے مقابل ایک سازش تصور کیا جائے گا اور اسی طرح اگر کسی مرفوع روایت سے ایمان ثابت ہو جائے تو اس کے بعد اس کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا وہ روایت کتاب اللہ کے مطابق ہو گی تو وہ قابل قبول ہو گی ورنہ کتاب اللہ کے مقابلے میں کوئی روایت قابل قبول نہیں ہو گی تو ایسی صورت میں بھی شیعہ مذہب کو اسلام تصور نہیں کیا جائے گا اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کہ شیعہ مذہب اسلام ہے یا نہیں ہم شیعہ مذہب کے بتائے ہوئے ایمانیات کو قرآن مقدس کے بتائے ہوئے ایمانیات کے آمنے سامنے تحریر کرتے ہیں تاکہ ہر ذی شعور اس بات کو آسانی سے سمجھ سکے کہ شیعہ ایمانیات اللہ تعالی کے ایمانیات کے متعارض ہیں موافق نہیں ہیں۔

تناسب شیعہ و قرآنی ایمانیات

قرآنی ایمانیات		شیعہ مذہب میں ایمانیات
۱۔اللہ پر ایمان	⇔	۱ ___________
۲۔تمام انبیاء پر ایمان لانا	⇔	۲___________
۳۔اللہ کی بھیجی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لانا	⇔	۳___________
۴۔فرشتوں پر ایمان	⇔	۴___________
۵۔قیامت پر ایمان	⇔	۵۔قیامت
۶۔تقدیر پر ایمان	⇔	۶____________
		۱۔توحید (وصف)
		۲۔عدل (وصف)
		۳۔نبوت (وصف)
		۴۔امامت

تبصرہ: مذکورہ بالا ایمانیات کے موازنے سے ھر ایک ذی شعور کے سامنے شیعہ مذہب کے ایمانیات کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اسلام میں جو ایمانیات نص قطعی یعنی قرآن مجید کی محکم آیات سے ثابت ہیں (اللہ نے حکم دیا ہے ایمان لاو اللہ پر فرشتوں پر کتابوں پر رسولوں پر تقدیر پر اور آخرت پر) شیعہ مذہب میں ان میں سے صرف قیامت کو اصول الدین بنایا ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اس کے بجائے اللہ تعالی کی دو صفات توحید اور عدل کو ایمانیات میں شامل کیا ہے نا کہ اللہ کی ذات پر ایمان لانا بیان کیا ہو جبکہ ہر ذی شعور سمجھتا ہے کہ اللہ کی صرف دو صفات نہیں ہیں تو ان کی تخصیص کیونکر کی گئی؟ اس کا جواب بھی شیعہ عقائد کے بدلتے حالات میں ہی ڈھونڈتے ہیں شیعہ محققین 300 ہجری کے قریب عقیدہ تعطیل کے قائل ہو گئے تھے اور فلاسفہ کی طرح اللہ کی ذات بارے سلب کا عقیدہ رکھتے تھے اور اوصاف کو خدا کہا جاتا تھا جس کی تفصیل ہم ماقبل شیعہ مذہب قدیم فلسفوں کی آماجگاہ عقیدہ تعطیل کے تحت بیان کر چکے ہیں تو غالب خیال یہی ہے کہ جس وقت شیعہ اصول الدین و شیعت کی تدوین کی جارہی تھی تو اس وقت نظریہ تعطیل کے زیر اثر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بجائے اوصاف کو اصول الدین بنایا ہو بالفرض اگر عقیدہ تعطیل کے زیر اثر نا بھی ہو تو بھی ایمانیات میں توحید وعدل کو شامل کرنے سے کئی اعتراضات کھڑے ہوتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے کون سی آیت میں فرمایا کہ ایمان لاو توحید پر اور عدل پر؟ کس قرینے کے تحت صرف اللہ تعالی کے دو وصف توحید و عدل کی تخصیص کی گئی ہے؟ جبکہ قرآن مجید میں دوسرے اوصاف خداوندی بھی موجود ہیں ان کو کیوں اصول الدین میں شامل نہیں کیا گیا؟ کیا اللہ پر ایمان لانا اس جملے میں ذات وصفات کامل واکمل شامل نہیں ہو جاتے؟ عدل تو قرآن میں تاویلا بھی عدل کا ذکر ایمانیات میں نہیں ملتا اور ناہی رسول ﷺ کی کسی حدیث میں ملتا ہے تین چیزیں یعنی کتابوں پر ایمان فرشتوں پر ایمان تقدیر پر ایمان کو عقائد یا اصول الدین کی بنیادی حیثیت یعنی ایمانیات سے خارج کر دیا ہے اور شیعہ مصنفین نے کتابوں پر ایمان اور فرشتوں پر ایمان تقدیر پر ایمان کو اپنی ایمانیات سے خارج کر کے اس کی جگہ نبوت کی طرح منصوص من اللہ امامت پر ایمان اپنے بنیادی عقائد یعنی ایمانیات میں داخل کیا ہے جبکہ پورے قرآن مجید میں عدل پر ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی طرح منصوص من اللہ امامت پر ایمان لانے کا نام واضح طور پر گم ہے اور نہ ہی کسی قرینے سے ان دو چیزوں پر ایمان لانے کا کوئی ذکر ہے جبکہ ایمان کے متعلق اصول یہ ہے کہ نص قطعی سے ثابت شدہ چیز پر ایمان لانا لازمی ہو گا ایمانیات میں کسی چیز کو صرف تقلیدی طور پر ماننا قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ شیعہ کے

اُصول استدلال عقائد: آیت اللہ العظمٰی المجاھد السید محمد شیرازی قم ایران نے لکھا ہے اصول دین پر مسلمان کا عقیدہ دلیل کے ساتھ ہونا چاہیے تقلید کے ساتھ نہیں یعنی بغیر دلیل کے کسی کی بات کو قبول نہیں کیا جاسکتا (توضیح المسائل بعنوان احکام تبلیغ صفحہ 60) اخباری شیعوں کے ادلہ شرعیہ ہی صرف دو قرآن وحدیث ہیں ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ کسی بھی شیعہ مصنف سے شیعہ مذہب کا عقیدہ اور ایمان تحریر کرایا جائے اس کے بعد وہ اپنا ایمان اپنے ہی اصول کے مطابق اپنی معتبر کتابوں سے صحیح

صریح مرفوع روایت سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس سے اپنا ایمان ثابت کرے اگر ان کے پاس اس طرح کی کوئی معتبر روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایمان سکھایا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل پر ایمان اور نبوت کی طرح رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے بعد منصوص من اللہ امامت پر ایمان لانے کو بھی ذکر کیا ہے اس وقت ان دونوں چیزوں پر ایمان لانے کو تسلیم کیا جائے گا لیکن اس میں بھی یہ شرط ضرور ہو گی کہ جن چیزوں کو اللہ تعالی نے قرآن مقدس میں ایمان کے متعلق بیان فرمایا ہے ان چیزوں پر بھی شیعہ مذہب میں ایمان لانا رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایمان سکھایا ہے اس میں کتاب اللہ کا بتایا ہوا ایمانیات متن کی حثیت رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا ایمانیات شرح کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ امت مسلمہ کے پاس جو ایمانیات موجود ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے فرمان اقدس سے کتاب اللہ کی بتائی ہوئی ایمانیات کی ترجمانی ہے جیسا کہ حدیث جبرائیل میں موجود ہے کہ جبرائیل کے سوال پر کہ ایمان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا قال: " ان تؤمن باللہ، وملائکتہ، وکتبہ، ورسلہ، والیوم الآخر، وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ" متفق علیہ: اس روایت میں صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایمانیات میں کتاب اللہ کی بتائی ہوئی ایمانیات کو دہرایا ہے جس پر جبرائیل امینؑ نے قد صدقت کہ کر تصدیق فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ ایمانیات کا سوال اور اس کا جواب دونوں ہی اللہ کی طرف سے تھے اگر شیعہ مذہب میں بھی اس طرح عدل اور امامت پر ایمان لانے کا اللہ اور رسول سے یا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کا ثبوت مل جائے تب بھی سمجھا جائے گا کہ شیعہ مذہب اسلام ہے جبکہ آج تک ہماری معلومات میں یہ بات نہیں آئی کہ شیعہ مذہب کی ایمانیات میں جو عدل اور امامت بتائے جاتے ہیں اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد شیعہ مذہب کی کسی معتبر کتاب میں موجود ہو اور نہ ہی قرآن مجید میں اس قسم کا کوئی ذکر ہے بلکہ اس کے برعکس شیعہ مصنفین نے اپنی اصول کی کتابوں میں یہ انکشاف ضرور کیا ہے کہ عقیدہ امامت شیعہ اماموں نے شیعہ مذہب کی ایمانیات یعنی اصول دین میں خود بڑھادیا ہے اور پھر امام کے معصوم ہونے کی شرط بھی انہوں نے خود لگائی ہے جیسا کہ شیعوں کے امام الاکبر محمد حسین الکاشف الغطاء نے صاف لکھا ہے

ترجمہ: لیکن شیعہ اماموں نے پانچواں رکن یعنی امامت کا عقیدہ اصول یعنی ایمانیات میں خود بڑھادیا ہے اور انہوں نے امام کے نبی کی طرح معصوم ہونے کی شرط بھی خود لگائی ہے (اصل الشیعۃ واصولھا۔ عربی صفحہ 58) (اصل واصول شیعہ اردو صفحہ 62) شیعہ محققین نے اقرار کیا ہے کہ اصول یعنی ایمانیات میں امامت کا عقیدہ انہوں نے خود داخل کیا ہے اگر شیعہ مذہب کی کسی بھی اصولی کتاب میں عقیدہ امامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ایمانیات میں سکھایا ہوا موجود ہوتا تو شیعہ مصنف اس کو یعنی عقیدہ امامت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا اور کبھی بھی یہ نہ لکھتا کہ اصل الدین امامت خود زیادہ کیا ہے اور یہ بھی اقرار کیا کہ امام کا نبی کی طرح معصوم ہونا لازمی ہے یہ شرط بھی شیعوں نے خود لگائی ہے۔

سوال۔۔۔یہ ہے کہ جب یہ ایمانیات قرآنی نہیں تو ان کا وجود کہاں سے آیا؟

جواب۔۔۔تو اس کا جواب امت مسلمہ کے محققین حضرات اور خود شیعہ محققین اور مورخین نے دیا ہے جیسا کہ ہم ما قبل آپ حضرات کے سامنے کچھ احوال عبداللہ بن سباء کا بیان کر چکے ہیں اب کچھ تفصیلات مزید پیش کر رہے ہیں ایک یہودی تھا جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا اس نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور سب سے پہلے اس قسم کی امامت کا عقیدہ اس نے مشہور کیا ہم صرف شیعہ محققین کی بیان کردہ روایات نقل کر رہے ہیں۔

پہلی روایت: وذكر بعض أهل العلم أن عبد الله بن سبأ كان يهوديا فأسلم ووالى عليا عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع بن نون وصي موسى بالغلو فقال في إسلامه بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله في علي عليه السلام مثل ذلك. وكان أول من أشهر بالقول بفرض إمامة علي عليه السلام وأظهر البراءة من أعدائه وكاشف مخالفيه وأكفرهم

بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ ابن سبا یہودی تھا اسلام لے آیا اور پھر حضرت علی کی ولایت کا قائل ہوا۔ اس سے پہلے جب یہ یہودی تھا تو حضرت یوشع کے بارے میں غلو کرتا تھا کہ وہ موسی کے وصی ہیں۔ اسلام لانے کے بعد اس قسم کی بات حضرت علی کے بارے میں کی۔ یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت کا قائل ہونا فرض ہے اور ان کی دشمنوں پر اعلانیہ تبرا کیا۔ اور مخالفوں کو کافر کہا (بحار الانوار صفحہ 287 جلد 25)

دوسری روایت: عبداللہ بن سبا سے پہلے کے لوگ تقیہ سے کام لیتے تھے اور ان امور کو (وصایت، امامت، افضلیت علی رضہ) کو اعلانیہ نہیں کہتے تھے لیکن اس نے تقیہ چھوڑ دیا اور ان باتوں کو اعلانیہ ذکر کرنا شروع کر دیا۔ مخالفین امامت کو کافر کہنا بھی پہلے اس نے شروع کیا۔ (بحار الانوار صفحہ 287 جلد 25 حاشیہ)

تیسری روایت: حضرت صادق رح اس کے بارے میں فرماتے ہیں رجال الكشي: محمد بن قولويه عن سعد عن ابن يزيد ومحمد بن عيسى عن علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب الأزدي عن أبان بن عثمان قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لعن الله عبد الله بن سبأ إنه ادعى الربوبية في أمير المؤمنين، عبداللہ بن سبا پر اللہ کی لعنت ہو اس نے امیر المومنین کے بارے میں ربوبیت کا دعوی کیا (بحار الانوار جلد 25 صفحہ 287)

خلاصہ: ان روایات سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ شیعوں کے تمام ہی فرقوں کی بنیاد اسی ایک شخص کے عقائد پر ہے تفضلیوں نے اس کی افضلیت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اپنایا، امامی شیعوں نے افضلیت علی رضی اللہ عنہ امامت، تبرہ بازی

ولعن وطعن کے عقائد کو مل کر اپنایا پھر غالیوں نے اس کے الھویت علی کے عقیدہ کو اپنایا چنانچہ مجموعی طور سب شیعہ عقائد کا موجد یہی عبداللہ بن سباء ٹھہرا۔

چوتھی روایت: اللہ! عبداللہ بن سباء پر لعنت کرے، اس نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ربوبیت کا دعویٰ کیا، جبکہ اللہ کی قسم! امیر المؤمنین تو اللہ کے مطیع اور فرماں بردار بندے تھے۔ ہلاکت ہو اس کے لئے جس نے ہم پر جھوٹ باندھا۔ ایک قوم ہے جو ہمارے بارے میں وہ باتیں کہتی ہے جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہیں ہیں، ہم اللہ کے سامنے ان باتوں سے برأت کا اعلان کرتے ہیں، ہم اللہ کے سامنے ان باتوں سے برأت کا اعلان کرتے ہیں (معرفۃ اخبار الرجال، للکشی، صفحہ 70, 71)

پانچویں روایت: عبداللہ بن سباء کفر کی طرف پلٹ گیا تھا اور اس نے غلو کیا تھا دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: وہ بہت زیادہ غلو کرنے والا اور لعنتی تھا، اسے امیر المؤمنین نے آگ میں جلا دیا تھا اور وہ علی رضی اللہ عنہ کی ربوبیت اور اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا تھا۔(تنقیح المقال فی علم الرجال، جلد2، صفحہ 183,184)

چھویں روایت: سبائیوں نے علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ ان کی امامت اللہ کی طرف سے فرض ہے۔ اور یہ سبائی عبداللہ بن سباء کے پیروکار ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابو بکر، عمر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر طعن کیا اور ان پر تبرا کیا اور یہ کہا کہ انہیں ایسا کرنے کا علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کروالیا اور اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے اس کا اقرار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا جسے سن کر یہ لوگ چیخنے لگے کہ: کیا آپ ایسے آدمی کے قتل کا حکم دیتے ہو جو آپ اہل بیت کی محبت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے؟ تمہارے ساتھ دوستی رکھتا اور تمہارے دشمنوں سے لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے مدائن بھجوادیا۔ اور اہل علم کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ وعبداللہ بن سبا یہودی تھا، پھر یہ اسلام لے آیا اور علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ اختیار کر لیا، ان کا معتقد ہو گیا۔ یہ شخص اسلام لانے سے قبل یہودیت میں موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون علیہ السلام کے متعلق جو عقائد رکھتا تھا، اسلام لانے کے بعد اسی قسم کے عقائد کا اظہار علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا۔ یہی پہلا شخص ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے فرض ہونے کی بات کی اور ان کے دشمنوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ اسی بنا پر شیعوں کے مخالفین نے یہ کہا کہ: شیعیت کی اصل یہودیت سے ماخوذ ہے، یعنی شیعت کی بنیاد یہودیت پر رکھی گئی ہے۔(فرق الشیعۃ صفحہ 32 تا 44)

ساتویں روایت: سبائی عبداللہ بن سباء جو کہ عبداللہ بن وہب الراسبی الہمدانی ہے، کے پیروکار ہیں۔ اس کے ساتھ (اس کے نظریات کی) تائید عبداللہ بن خرسی اور ابن اسود نے کی تھی اور یہی دونوں اس کے بڑے ساتھی تھے۔ اور ابن سباء ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے ابوبکر، عمر، عثمان (رضی اللہ عنہم) پر طعن کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبرا کیا۔ (المقالات والفرق، صفحہ 30)

آٹھویں روایت: عبداللہ بن سباء علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر تقریر کرنے لگا اور تو ہی تو کی تکرار شروع کر دی تو علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے! میں کون ہوں؟ تو کہنے لگا کہ: تو اللہ ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے اور اس کے ساتھ اس کے پیروکاروں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے (شرح نہج البلاغہ، جلد 5 صفحہ 5)

نویں روایت: سید نعمت اللہ الجزائری کہتے ہیں عبداللہ بن سباء علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ: تو ہی الٰہ برحق ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے مدائن میں جلاوطن کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دراصل یہودی تھا، پھر اسلام لے آیا، یہودیت میں یہ یہی بات یوشع بن نون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتا تھا جو بعد میں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہی۔ (الانوار النعمانیہ، جلد 2، صفحہ 234)

تناسب ایمانیات ابن سباء واہل تشیع

ابن سباء کے عقائد اور شیعہ کے اصول الدین یا ایمانیات اور اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ایمانیات میں تناسب۔ ہم آپ کے سامنے عبداللہ بن سباء کے عقائد پھر شیعہ کے ایمانیات اور پھر قرآنی ایمانیات پیش کرتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ عبداللہ بن سباء اور شیعہ ایمانیات میں تناسب تساوی کا ہے جبکہ قرآن کے بیان کردہ ایمانیات اور شیعہ ایمانیات الگ ہیں

1۔۔۔عبداللہ بن سباء کے عقائد	⇔	2۔۔۔شیعہ ایمانیات	⇔	3۔۔۔قرآنی ایمانیات
۱۔ رجعت	⇔	۱۔ توحید (وصف)	⇔	۱۔ اللہ پر ایمان
۲۔ وصیت	⇔	۲۔ عدل (وصف)	⇔	۲۔ تمام انبیاء پر ایمان
۳۔ امامت	⇔	۳۔ نبوت (وصف)	⇔	۳۔ اللہ کی بھیجی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان
۴۔ عصمت	⇔	۴۔ امامت	⇔	۴۔ فرشتوں پر ایمان
۵۔ تبراء بر اصحاب رسول ﷺ	⇔	۵۔ معاد (رجعت)	⇔	۵۔ قیامت پر ایمان

٦۔ لعن وطعن بر اصحاب رسول ﷺ ⇔ ٦۔ لعن وطعن بر اصحاب رسول ﷺ ⇔ ٦۔ تقدیر پر ایمان
٧۔ تبراء بر اصحاب رسول ﷺ

تبصرہ: شیعہ مصنفین کے معتمد علیہم محققین نے اس حقیقت کا واضح طور پر اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی امامت کی فرضیت کا عقیدہ اور ان کے وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا عقیدہ سب سے اول عبد اللہ بن سبا نے من گھڑت بنا کر مشہور کیا اور اس عقیدے کے مخالف کو یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سیاسی مخالفین کو اس نے کافر کہا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد نبوت کی طرح منصوص من اللہ امامت کا عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو نہیں سکھایا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی امامت کا ایمانیات میں ذکر تک نہیں کیا یہ مصنوعی عقیدہ ابن سبا کی تخلیق تھی اور اس سے لیکر شیعہ مصنفین نے اپنے ایمانیات میں رکن بنا کر داخل کر دیا اور بعد میں اس عقیدے کی نسبت شیعہ راویوں نے روایات گھڑ کر اپنے اماموں کی طرف نسبت کر کے اپنی قوم کو مطمئن کرنے کی انتہائی کوشش کی تاکہ یہ تاثر دیا جائے کہ شیعہ مذہب آئمہ معصومین کا بتایا ہوا ہے جیسا کہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی مایہ ناز کتاب الکافی میں امام جعفر صادق سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے

روایت: علي بن إبراهيم، عن صالح بن السندي، عن جعفر بن بشير، عن أبي سلمةعن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: نحن الذين فرض الله طاعتنا، لا يسع الناس إلا معرفتنا ولا يعذر الناس بجهالتنا، من عرفنا كان مؤمنا، ومن أنكرنا كان كافرا،ومن لم يعرفنا ولم ينكرنا كان ضالا حتى يرجع إلى الهدى الذي افترض الله عليه من طاعتنا الواجبة فإن يمت على ضلالته يفعل الله به ما يشاء.

ترجمہ: راوی نے کہا میں نے امام جعفر سے سنا فرمایا کہ ہم وہ ہیں جن کی اللہ تعالی نے ان کی اطاعت فرض کی ہے لوگوں کو ہماری معرفت کے سوا کوئی چارہ نہیں اور ہم سے جاھل رہنا قابل قبول نہ ہو گا جس نے ہم کو پہچانا وہ مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے اور جس نے ہم کو نہ پہچانا اور نہ ہی انکار کیا تو وہ گمراہ ہے۔۔۔۔۔پس اگر وہ اس گمراہی کی حالت میں مر گیا تو اللہ چاہے گا تو سزا دے گا (باب معرفۃ الإمام والرد الیہ الکافی جلد 1 صفحہ 169 اس باب میں 13 روایات نقل کی گئی ہیں)

روایت: راوی نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں اپنا عقیدہ جس پر خدا بدلہ دے گا آپ کے سامنے پیش کر دوں؟ تو فرمایا بیان کرو میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد اس کے عبد اور رسول ہیں

اور اقرار ان تمام باتوں کا جو خدا کی طرف سے لے کر آئے اور یہ کہ ان علیا فرض اللہ طاعتہ فقال ھذا دین اللہ و دین ملائکتہ۔۔ علی امام ہے اللہ نے ان کی اطاعت فرض کی ہے تو امام نے فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کے ملائکہ کا دین ہے (الکافی ۔۔ کتاب الحجہ جلد 187/1)(مترجم جلد 215/1 سید ظفر حسن)(باب فرض طاعۃ الأئمۃ اُس باب میں الکافی میں 17 روایات نقل کی گئی ہیں)

تبصرہ: ان روایات میں بتایا گیا ہے کہ امام جعفر صادق اور امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور اس کی اطاعت اور دوسرے ائمہ حضرات کی امامت اور اطاعت کو اللہ تعالی نے فرض کیا تھا جو شخص ان حضرات کی امامت کو پہچانے وہ مومن ہے اور جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جو جاہل ہے وہ گمراہ ہے اور اس گمراہ کو اللہ تعالی جو چاہے گا سزا دے گا حالانکہ اس عقیدے کا پہلا موجد عبد اللہ بن سبا تھا

نوٹ: شیعہ مصنفین نے جب یہ دیکھا کہ موجودہ قرآن مجید میں کسی قسم منصوص من اللہ امام و امامت کا کوئی اشارہ تک نہیں ہے تو انھوں نے موجودہ قرآن مجید کو نامکمل و تحریف شدہ کہہ کر اپنی ایمانیات سے خارج کر دیا اور اپنے ماننے والوں کو سمجھاتے رہے کہ اگر موجودہ قرآن مجید تحریف شدہ نہ ہوتا تو اس میں ضرور بالضرور اس قسم کی امامت کا صرف عقیدہ نہیں بلکہ باقاعدہ ہمارے اماموں کے نام بھی ہوتے یہ صرف زبان سے نہیں بلکہ یہ بات بھی انہوں نے اپنے اماموں کی طرف منسوب کر کے اپنی اصولی کتابوں اور اپنی بڑی بڑی تفاسیر میں لکھی ہے یہی وہ وجہ ہے کہ اپنے ایمانیات میں قرآن کو شامل نہیں کیا گیا اب ہم آپ حضرات کے سامنے مختصراً شیعہ کا عقیدہ تحریف القران پیش کرتے ہیں۔

اہل تشیع و تحریف القرآن

اہلتشیع حضرات نے قرآن اور دوسری نازل شدہ کتب کو ایمانیات سے خارج کر دیا ہے جیسا کہ دوسرے ایمانیات جو کہ قرآن میں ہیں اسی طرح قرآن میں آسمانی کتب پر ایمان لانے کا حکم ہے اور پھر رسول ﷺ نے بھی ایمانیات میں آسمانی کتب پر ایمان لانے کی تصریح فرمائی ہے قرآن کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ تحریف کا ہے اور قرآن کے بارے میں شیعہ مختلف نظریات رکھتے ہیں جیسے کہ مصحف فاطمہ: مصحف علی: مصحف متاول: مصحف امام زمان: وغیرہ کا ہونا اور مصحف عثمانی جو کہ موجودہ قران ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں یہ اصلی نازل شدہ قرآن نہیں ہے بلکہ تحریف شدہ ہے اور پھر تحریف بھی دو قسم کی بتاتے ہیں لفظی تحریف اور معنوی تحریف۔

قرآن میں معنوی تحریف۔ شیعہ کے ہاں یہ نظریہ قرآن کے باطنی معنی کے طور پر مشہور ہے اور اس نظریہ کے نتیجے میں شیعہ کے ہاں کتاب اللہ ایسی شکل اختیار کر چکی ہے جو موجودہ قرآن سے بالکل مختلف ہے شیعہ حضرات معنوی طور پر قرآن میں موجود

ارکان دین کی تفسیر مندرجہ ذیل معنی میں کرتے ہیں ارکان دین کی تفسیر ائمہ شیعہ سے کرتے ہیں کفر وشرک والی آیات کی تفسیر علی رضی اللہ تعالی عنہ کی امامت وولایت میں شرک سے کرتے ہیں حلال وحرام کی آیات کی تفسیر ائمہ شیعہ اوران کے دشمنوں سے کرتے ہیں ان معنوی تحریف شدہ تفسیروں کو پڑھنے والا اخرکار قیاس باطلہ تاویل باطلہ کو ہی اصل معنی شمار کرلیتا ہے اور اہلبیت کے نام پر گمراہ ہو جاتا ہے اور اس کو اسلام شریعت اہلبیت واصحاب رسول ﷺ ورسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مراتب میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اور نتیجتا صرف بارہ ائمہ کو ماننے اور اصحاب رسول ﷺ وباقی اہل بیت رسول ﷺ کو کافر زندیق مرتد کہنے لگتا ہے

معنوی تحریف کی روایات: تحریف القرآن کے موضوع پر شیعہ تقریبا دوہزار 2000 روایات نقل کی ہیں ہم چند روایات معنوی تحریف میں نقل کررہیے ہیں اور مزید کتب کے حوالجات معہ ابواب نقل کررہیے ہیں

روایت : محمد بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بندے سے اللہ تعالی کے اس فرمان قل انما حرم ربي الفواحش۔ سورہ اعراف آیت 33۔۔۔۔ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یقینا قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے قرآن میں اللہ تعالی کی حرام کردہ تمام چیزیں ظاہر ہیں اور اس حرام کا باطنی معنی آئمہ استبداد ہیں اسی طرح قرآن میں اللہ تعالی کے حلال کردہ تمام چیزیں ظاہر ہے اور اس حلال کا باطنی معنی ائمہ حق ہیں (الکافی جلد 1 صفحہ 373) (الغیبۃ صفحہ 83) (تفسیر العیاشی جلد 2 صفحہ 16) (بحار الانوار کے مؤلف نے ایک باب ھی اسی عنوان سے قائم کیا ہے) باب ان للقران ظھرا مؤلف بحار الانوار نے اس باب میں 84 روایات ذکر کی ہیں اس کے علاوہ بہت زیادہ کثیر تعداد میں روایات کتاب الامامۃ کے مختلف ابواب میں ذکر کی ہیں (بحار الانوار جلد 92 78 106) تفسیر البرھان کے مولف نے بھی اسی نام سے ایک باب قائم کیا ہے باب ان القران لہ ظھر وبطن تفسیر برہان کے مقدمہ میں اس مسئلے پر تفصیلی بات کی گئی ہے مقدمہ میں پانچ فصلیں قائم کی ہیں جن میں اس مسئلہ کے بارے میں اپنے ائمہ کی روایت ذکر کی ہے (مرآۃ الانوار صفحہ 4 تا 19) (تفسیر القمی جلد 1 صفحہ۔14۔16) (تفسیر عیاشی جلد 1 صفحہ 11) (تفسیر الصافی جلد 1 صفحہ 29) ان تمام تفسیروں میں معنوی تحریف پر کلام کیا گیا ہے

روایت: أن القرآن ظهرا وبطنه وببطنه بطن إلى سبعة أبطن

ترجمہ: یقینا قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور اس کے باطن کے ایک سے لے کر سات تک باطن ہیں (تفسیر الصافی جلد 1 صفحہ 13)

روایت: یقیناآیت کا پہلا حصہ کسی شے کے بارے میں ہوتا ہے اور دوسرا حصہ کسی اور شے کے بارے میں ہوتا ہے یہ باہم ملا ہوا کلام ہے جو کتنے پہلو پر پھرتا ہے (تفسیر العیاشی جلد1 صفحہ11)(المحاسن للبرقی صفحہ300)(البرھان جلد1 صفحہ21 20) (الصافی جلد1 صفحہ29)(بحار الانوار جلد92 صفحہ95)(وسائل الشیعہ جلد18 صفحہ146)

روایت: کلام الہی کی ہر آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے بلکہ مشہور روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر آیت کے سات بطون اور ستر باطن ہیں (مراۃ الانوار صفحہ3) اہل تشیع کا دعوی ہے کہ بیشتر قرآن مجید شیعہ کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا ہے (تفسیر صافی جلد1 صفحہ24) شیعہ عالم بحرانی کا دعوی ہے کے تنہا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قرآن مجید میں 1154 مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اور اس نے اس کے بارے میں مستقل ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام اللوامع النورانیۃ فی اسماء علی واھل بیتہ القرآن

تعرف کتاب: یہ شخص اس کتاب میں عربی لغت کے ہر قاعدے قانون کو توڑتا عقل ومنطق کے ہر اصول سے تجاوز کرتا اور اس کتاب میں رقم کردہ تحریفات کے ذریعے اپنی قوم کو رسوا کرتا ہے یہ تاویلات اور تحریفات اس سے قبل مختلف مقامات پر بکھری ہوئی اور غیر معروف تھی لیکن اس نے انہیں شیعہ کے مختلف مصادر سے نقل کر کے ایک جگہ جمع کر دیا ہے

روایت: قرآن چار حصوں میں نازل ہوا ہے ایک حصہ ہمارے متعلق ہے دوسرا حصہ ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے تیسرا حصہ سنن وامثال ہیں اور چوتھا فرائض واحکام کے بارے میں ہے (الکافی جلد2 صفحہ627)(البرھان جلد1 صفحہ21)

روایت: ولنا کرائم القرآن :

یعنی قرآن کے عمدہ اور بہترین مقامات ہمارے لئے ہیں (تفسیر عیاشی جلد1 صفحہ19)(تفسیر الفرات صفحہ1 اور2)(بحار الانوار جلد جلد24 صفحہ305)(کنز الفوائد صفحہ2)(تفسیر البرھان جلد1 صفحہ)(اللوامع النورانیہ صفحہ7) الوافی کا مولف شیعہ عالم فیض الکاشانی کہتا ہے اہلبیت سے بکثرت ایسی روایات مروی ہیں جن میں انہوں نے قرآنی آیات کی اپنے اور اپنے اولیاء اور اپنے مخالفین کے ساتھ تفسیر بیان کی ہے حتی کہ ہمارے اسلاف نے بے حساب کتب تالیف کی ہیں جن میں انہوں نے قرآن کی تاویل میں اہل بیت سے جو کچھ مروی ہے اسے ترتیب قرآن کے مطابق ایک ایک آیت کر کے جمع کیا ہے جو ان ائمہ شیعہ کے اور ان کے متبعین کے بارے میں ہیں یا ان کے دشمن سے متعلق ہیں میں نے ان میں سے ایک کتاب دیکھی ہے جو تقریبا بیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے اسی طرح اصول کافی تفسیر عیاشی تفسیر قمی اور ابو محمد زکی سے سماعت شدہ تفسیر میں اس قسم کی بہت زیادہ روایات ہیں (تفسیر الصافی جلد1 صفحہ24- 25) الکافی میں اس بارے میں بہت سی روایات مروی ہیں جس کا اگر آپ مطالعہ کریں باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایہ اس باب میں قرآن مجید سے ولایت کے متعلق نکات اور معارف کا بیان اسباب میں ننانویں 99

روایات جمع کردی ہیں آپ اسی باب میں طرح طرح کی معنوی تحریفات ملاحظہ فرما سکتے ہیں(الکافی جلد 1صفحہ 412) اس کے علاوہ اور بہت سارے ابواب مذکور ہیں (باب ان الآئمۃ العلامات التی ذکرھا اللہ عزوجل فی کتابہ ان الآیات التی ذکرھا فی کتابہ ھم الائمۃ ان اھل الذکر الذین امر اللہ الخلق بسوال ھم الائمۃ) ملا باقر مجلسی نے کتاب (بحارالانوار کی جلد 23 اور 24) میں معنوی تحریفات کے بہت سارے باب قائم کیے ہیں (باب تأویل المومنین ولایمان والمسلمین والاسلام بھم بولایتھم الکفار والمشرکین و الکفر والشرک الجبت والطاغوت واللات والعزی والأصنام باعدائھم ومخالفتھم یعنی اس باب میں یہ بیان ہو گا کہ قرآن مجید میں ایمان اور مومنین اور اسلام اور مسلمین سے مراد آئمہ اور ان کی ولایت ہے جبکہ کفار مشرکین کفر شرک جب طاغوت لات عزی اور اس نام سے مراد آئمہ شیعہ کے دشمن اور ان کے مخالفین مقصود ہیں پھر مؤلف نے اس باب کے تحت سو 100 روایات نقل کی ہیں)

تبصرہ: شیعہ مذہب کا دار و مدار صرف امامت آئمہ تبراہ بر اصحاب رسول ﷺ ولعن طعن بر اصحاب رسول ﷺ کے گرد گھومتا ہے۔ لیکن قرآن مجید یقینی طور پر شیعہ کے ایمانیات یا اصول الدین سے خالی ہے بارہ اماموں کے ذکر اور ان کے دشمنوں کے خلاف کسی واضح دلیل سے خالی ہے اسی امر نے شیعہ لوگوں کا سکون واطمینان خراب اور ان کا معاملہ تباہ و برباد کر دیا ہے ان لوگوں نے خود بھی یہ صراحت کی ہے کہ قرآن مجید آئمہ کے ذکر سے خالی ہے وہ کہتے ہیں اگر قرآن کو ویسے پڑھا گیا ہوتا جیسے یہ اتارا گیا تھا تو اس میں ہمارا نام بنام ذکر ہوتا (تفسیر عیاشی جلد 1 صفحہ 13)(بحارالانوار جلد 19 صفحہ 30)(البرھان جلد 1 صفحہ 22) تو جب ان کے مذہب کی بنیاد امامت اور ائمہ کا قرآن مجید میں کوئی ذکر ہی نہیں تھا تو ان لوگوں نے اپنے فریب خوروں کو مطمئن کرنے اور سیدھا سادھے لوگوں اور جاہلوں کے درمیان اپنا مذہب رائج کرنے کے لیے اس رائے کو اختیار کیا ہے اس رائے کو مقبولیت دینے کے لیے حسب عادت اسے بعض اہل بیت کی طرف منسوب کر دیا ہے یہ مسئلہ یقینا آیات قرآن کا ایک باطن ہے جو ان کے ظاہر کے مخالف ہیں کتب شیعہ میں اتنا پھیلا حتی کہ ان کے مذہب کا بنیادی اصول قرار پایا جیسا کہ ماقبل میں ہم ان کی کتابوں کے حوالے اور چند روایات نقل کر چکے ہیں

نتیجہ: یقینا قرآن عظیم میں اسرار توجیہات اشارات اور کنایات موجود ہیں یہ ایسا سمندر ہے جس کے خزانے اور عجائب کم ہوتے ہیں نہ اس کے اعجاز ہی کی کوئی انتہا ہے بہر حال ان تمام اشیاء کے لئے الفاظ میں گنجائش ہوتی ہے اور یہ عام معنی کی حدود سے باہر نہیں ہوتی لیکن ان باطنیوں کا دعوی اس مقصد سے نہ آشنا ہے درحقیقت یہ اجنبی تاویلات جیسا کہ آگے ہم نے چند آیات نقل کی ہیں قرآنی الفاظ کے مدلولات۔ مفہوم اور سیاق سے کوئی میل نہیں کھاتی بلکہ یہ مکمل طور پر قرآنی آیات کی مخالفت کرتی ہیں جن کا ہدف محض قرآن میں ایسی دلیل کو تلاش کرنا ہے جو انکے شذوذ کی تائید کرے اور اس کی غرض وغایت صرف کتاب اللہ اور دین

الہی سے روکنا ہے نیز نصوصِ شریعت کی تاویل میں اس باطنی نقطہ نظر کا نتیجہ مکمل طور پر دین سے باہر ہونا ہے (فتح الباری لابن حجر جلد 1 صفحہ 216) شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جس نے باطنی معنی کو جان لینے کا دعوی کیا جو ظاہر علم کے خلاف ہوتا ہے تو وہ خطاکار ہے جو ملحد زندیق ہے یا ضلالت کا شکار ایک جاھل ہے باطن جو ظاہری طور پر معلوم ہونے والی بات کے مخالف ہوتا ہے اس کی مثال اساعیلیہ اور نصیریہ جیسے فرقوں میں سے باطنیہ قرامطہ کے دعوی جات ہیں پھر فرماتے ہیں وکل شئ احصیناہ فی امام مبین کی تفسیر میں علی رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہیں فقا تلوا ائمۃ الکفر سے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہیں الشجرۃ الملعونۃ فی القران سے بنوامیہ مراد لیتے ہیں (مجموع الفتاوی جلد 13 صفحہ 236 237)۔یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ قرآن مجید میں ابرار متقی اور صابر مقربین سے ائمہ شیعہ اور اصحاب الیامین سے ان کے پیروکار مراد ہیں جبکہ ان کے دشمن فجار اور اشرار اور اصحاب الشمال ہیں مولف نے اس باب میں پچیس شیعی روایات ذکر کی ہیں جلد 23 تا 24 ملاحظہ فرمائیں شیعہ عالم حر العاملی نے فصول المھمۃ فی اصول الائمۃ میں متقدمین کی طرح ابواب قائم کیے ہیں (الفصول المھمۃ۔ صفحہ 256) کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں۔الغرض شیعہ نے قرآن کو ایمانیات یا اصول الدین میں شامل نا کرکے قرآن کے بارے میں تحریف کا عقیدہ گھڑا ہے اور ان تحریفات اور قرآن کے باطنی معنی کو آئمہ کے علاوہ نا جانے کا سب سے پہلا مدعی بھی عبداللہ بن سباء ہی ہے ان القران جزء من تسعۃ اجزاء وعلمہ عندہ علی (رضی اللہ عنہ) یہ قرآن ان نو اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور اس کا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس ہے (احوال الرجال صفحہ 38)

معنوی تحریف میں ایک آیت۔۔------ إِنَّ ٱلَّذِى فَرَضَ عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لَرَآدُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ (القصص - 85)

ترجمہ: بے شک جس نے تجھ پر یہ قرآن فرض کیا ہے وہ ضرور تمہیں ایک لوٹنے کی جگہ کی طرف واپس لانے والا ہے اس آیت سے سب سے پہلے استدلال کرنے والا عبداللہ بن سبا یہودی تھا جس نے نظریہ رجعت کو ایجاد کیا اور سب سے پہلے اس آیت سے تاویل کے ذریعے استدلال کرنے کی کوشش کی جیسا کہ وہ کہتا تھا اس شخص پر بڑا تعجب ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام دوبارہ دنیا میں لوٹیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ لوٹنے کا انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے

آیۃ-----إِنَّ ٱلَّذِى فَرَضَ عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لَرَآدُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ

(القصص- 85)(المقالات والفرق صفحہ-20)(اکمال الدین صفحہ 425 435)(فرق الشیعۃ صفحہ 22 23)(رجال الکشی صفحہ 106۔108 ۔305 الروایات۔170۔171۔172۔173 174۔)(رجال کشی صفحہ 108) اس آیۃ کو

رسول ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رجعت کے لیے پیش کرتا تھا تو نتیجتا یہ کہ اہلتشیع بھی دوسرے عقائد کی طرح عبداللہ بن سباء کے قرآن میں معنوی تحریف کے عقیدے کے پیروکار بن گئے۔

قرآن میں لفظی تحریف

اہل تشیع کا کہنا ہے قران کے جابجا الفاظ بدل دیے گئے ہیں قرآن مجید کی ترتیب خراب کر دی ہے یعنی اس کی سورتوں کی ترتیب اور سورتوں کے اندر جو آیتیں ہیں ان کی ترتیب اور آیتوں کے اندر جو کلمات ہیں ان کی ترتیب اور کلمات کے اندر جو حروف ہیں ان کی ترتیب خراب کر دی گئی ہے

روایات اہل تشیع:

روایت: ابن سباء یہودی کا قول۔۔۔۔ان القرآن جزء من تسعۃ اجزاء وعلمہ عند علیؓ یہ قرآن ان نو اجزاء میں سے ایک جز ہے اور اس کا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس ہے (احوال الرجال صفحہ 38)

روایت: حسن بن محمد بن حنفیہ المتوفی 95ھ کے خط سے مزید اس کی وضاحت ہوتی ہے اس کی لڑائی میں ایک یہ بات بھی ہے جس کو ہم نے پایا ہے کہ یہ کہتے ہیں ہمیں (اہلبیت) ایسی وحی کی رہنمائی کی گئی ہے جس سے لوگ گمراہ اور ناواقف رہے ہیں اور ہمیں مخفی علم دیا گیا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے نبی نے قرآن کے نو حصے چھپا لیے اگر اللہ کے نبی نے اس سے کوئی چیز چھپائی ہوتی جو اللہ نے آپ پر نازل کیا تھا تو آپ زید کی بیوی کے متعلق یہ آیت واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ آیت کو چھپا لیتے (کتاب الایمان لمحمد بن ابی عمر المکہ العدنی صفحہ 249 250)

روایت: علي عليه السلام يجمع القرآن ويعرضه على الناسفلما رآى غدرهم وقلة وفائهم له لزم بيته وأقبل على القرآن يؤلفه ويجمعه، فلم يخرج من بيته حتى جمعه وكان في الصحف والشظاظ والأسيار والرقاع. فلما جمعه كله وكتبه بيده على تنزيله وتأويله والناسخ منه والمنسوخ، بعث إليه أبو بكر أن اخرج فبايع. فبعث إليه علي عليه السلام: (إني لمشغول وقد آليت نفسي يمينا أن لا أرتدي رداء إلا للصلاة حتى أؤلف القرآن وأجمعه).فسكتوا عنه أياما فجمعه في ثوب واحد وختمه، ثم خرج إلى الناس وهممجتمعون مع أبي بكر في مسجد رسول الله. فنادى علي عليه السلام بأعلى صوته:(كتاب سليم بن قيس صفحه 146)

ترجمہ و تشریح۔۔۔۔ حضرت علی اپنے گھر میں بیٹھے رہتے انہوں نے اسے جمع کیا یہ صحیفوں اور کپڑوں کے ٹکڑوں میں تھا انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جلدی نہ کرنے پر یہ عذر پیش کیا کہ وہ قرآن جمع کرنے میں مصروف تھے اور کہا

میں نے قسم کھار کھی تھی کہ میں جب تک قرآن جمع نہ کر لو تب تک نماز کے سوا اپنی چادر نہیں اوڈھوں گا حضرت علی رضی اللہ نے صرف قرآن جمع نہیں کیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تعبیر اور ناسخ و منسوخ کو بھی جمع کیا تھا شیخ مفید جوان کے ہاں رکن اسلام اور آیت اللہ الملک العلام کے نام سے ملقب ہے کہتا ہے

روایت: ان یعنی امامیہ کا اتفاق ہے کے آئمہ ضلال (خلفاء ثلاثہ مراد لیتے ہیں) نے قرآن کریم کی تالیف میں بہت زیادہ اختلاف کیا ہے اور انہوں نے اس میں قرآن کے تقاضے اور نبی کی سنت سے اعراض کیا ہے۔ (أوائل المقالات صفحہ-13) سنہ 300 سو ہجری میں کلینی کے استاد شیعہ عالم علی بن ابراہیم قمی تحریف قرآن کے افسانے کو اپنی تفسیر میں بھرتے اور اپنی تفسیر کے مقدمے میں اس کی صراحت بھی کرتے ہیں (تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 10 48 100 110 118 122 123 142 159 جلد 2 صفحہ 21 صفحہ 111 صفحہ 175) ان زندیقیت سے بھری ہوئی روایات کی توثیق شیعہ کا ایک بڑا عالم خوئی اپنی کتاب میں کرتا ہے (معجم رجال الحدیث للخوئی جلد 1 صفحہ 63) قمی کے بعد اس کا شاگرد کلینی جو ثقۃ الاسلام کے لقب سے ملقب ہے اصول الاربع میں سے ایک کتاب اصول الکافی کا مولف ہے وہ بھی تحریف القرآن کے افسانے پر بہت زیادہ روایات نقل کرتا ہے (اصول الکافی باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ من جلد 1 صفحہ 413) (باب ان القرآن یرفع کما انزل جلد 2 صفحہ 619) (باب النوادر جلد 2 صفحہ 628) اور شیعہ مصنفین نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ الکلینی تحریف القرآن کا عقیدہ رکھتا تھا کیونکہ اس نے اپنی کتاب الکافی میں اس مفہوم کی روایت ذکر کی ہیں لیکن کسی ایک نے بھی جراح اور تنقید نہیں کی حالانکہ اس نے اپنی کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے وہ جو بھی روایت نقل کرے گا اس کی توثیق بھی کرے گا (تفسیر صافی مقدمہ سات 7 صفحہ 52) (مقدمہ الکافی صفحہ 9) مجلسی نے مراۃ العقول کافی کے بعض روایت پر ضعف کا حکم لگایا ہے لیکن تحریف قرآن کی روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے (مرآۃ العقول جلد 2 صفحہ 536) اصول کافی کی شرح الشافی میں بھی صحت کا حکم لگایا گیا ہے تحریف قرآن کی روایات پر (الشافی جلد 7 صفحہ 227) تحریف القرآن کے اس افسانے کا ذکر تفسیر العیاشی کے مصنف نے بھی کیا ہے جو کہ الکلینی کا ہم عصر تھا (تفسیر العیاشی جلد 1 صفحہ 13 128 129 206 وغیرہ) تفسیر عیاشی کے بارے میں شیعہ عالم محمد حسین طباطبائی کہتے ہیں یہ اپنے موضوع پر بہترین قدیم تالیف ہے) مقدمہ حول الکتاب مؤلفہ صفحہ (طوسی الفہرست صفحہ 163 165) تیسری اور چوتھی صدی میں فرات بن ابراہیم کوفی ہوا ہے جس کی فرات کے نام سے ایک تفسیر ہے اس نے بھی تحریف القرآن کے افسانے کو نقل کیا ہے (تفسیر فرات صفحہ 18 صفحہ 58 وغیرہ) (ملا باقر مجلسی نے فرات کوفی کو معتبر قرار دیا ہے بحار الانوار جلد 1 صفحہ 37) محمد ابراہیم نعمان بھی سنہ 300 ھ کے زمانے میں ہوا اس نے اپنی کتاب الغیبہ میں تحریف القرآن کے الزام کی روایت ذکر کی ہیں (الغیبۃ صفحہ 217) (مجلسی کہتا ہے کہ یہ کتاب جلیل القدر اور صحیح ہے (بحار الانوار جلد 1 صفحہ 30) (ابو القاسم الکوفی نے اپنی کتاب الاستغاثہ میں تحریف القرآن کی کہانی کا ذکر کیا ہے (الاستغاثہ صفحہ 25) نجاشی نے

اس کی طرف التبدیل والتحریف نامی ایک کتاب منسوب کی ہے (النجاشی صفحہ 203) یہ تحریف کی بعض روایات کو براہ راست قمی سے روایت کرتا ہے (الاستغاثہ صفحہ-29) شیعہ عالم مفید اپنی کتاب اوائل المقالات میں اپنے گروہ کا اس منکر یعنی تحریف القرآن پر اجماع تحریر کرتا ہے (اوائل المقالات صفحہ 51) مفید کتاب الارشاد میں بعض روایات کو نقل کرتا ہے (الارشاد صفحہ 365) مجلسی نے کتاب کی توثیق کی ہے (بحارالانوار جلد 1 صفحہ 27) طبرسی نے تحریف القرآن کے افسانے کو الاحتجاج میں ذکر کیا ہے اور بہت ساری روایات ذکر کی ہیں (الاحتجاج صفحہ-14) شیعہ عالم نعمت اللہ جزائری کے اعتراف کے مطابق اس کے لیے دو ہزار سے زائد روایت گھڑی گئی ہیں (فصل الخطاب صفحہ 125) مجلسی نے بحارالانوار کتاب القرآن باب ان القرآن لم یجمعہ کماانزل الآئمۃ (جلد 92 صفحہ 66) الکاشانی نے تفسیر صافی (مقدمہ سادسہ صفحہ 40 55 136 163 399 460) (البرھان باب أن القرآن لم یجمعہ کماانزل الأئمۃ صفحہ 34 70 106 140 170 277 294 295 308) (نعمت اللہ جزائری نے انوارالنعمانیہ جلد 2 صفحہ 358 357) ابوالحسن شریف نے (مراۃالانوار مقدمہ ثانی صفحہ 36 اور 49) (مازندرانی نے شرح الجامع الکافی میں شرح الجامع الکافی جلد 11 صفحہ 66) میں مکمل ابواب باندھے اور سیکڑوں روایات نقل کی ہیں۔

نتیجہ: ہم نے لفظی تحریف القران کی روایات کو مختصراً پیش کیا تاکہ عوام الناس کو اندازہ ہو کہ اس نظریہ کی ابتداء عبداللہ بن سباء سے ہوئی اور شیعہ مولفین نے باقاعدہ عقیدہ تحریف القرآن پر اجماع لکھا اور جب شیعہ متاخرین نے دیکھا تو اس وقت بڑھتے ہوے اس نہج پر پہنچے اگر ان روایات کو جھٹلا دیا جائے شیعت مکمل ذخیرہ روایات تباہ حال ہو جاتا ہے اس وجہ سے اب ہر شیعہ موقف اختیار کرتا ہے کہ وہ تحریف القران کے قائل نہیں لیکن معاملہ اس کے برعکس نکلتا ہے کیونکہ اس قدر متواتر اور کثیر روایات کا جھٹلانا ممکن نہیں ہے پھر فن الرجال کے ماہرین نے بھی تصدیق کی ہے جیسا کہ مختصراً ہم ذکر کر آئے ہیں اب چلتے ہیں قرآن میں لفظی تحریفات کی مثالوں کی طرف اور مختصراً حال بیان کرتے ہیں

قران میں لفظی تحریف کی مثالیں: سب سے پہلے تحریف قرآن کے افسانے کو عملی جامہ پہنانے والے قمی اور کلینی ہیں انہوں نے ہر اس آیت کے بعد جس میں انزل اللہ علیک یا انزلنا الیک کے الفاظ تھے ان کے بعد (فی علی) کے لفظ کو داخل کر دیا اور لفظ ظلموا کے بعد (آل محمد حقھم) کو ٹھونس دیا لفظ اشرکوا کے بعد (فی ولایۃ علی) کا اضافہ کر دیا اور قرآن میں جہاں جہاں اۃ کا لفظ آتا ہے اس کو (آئمہ) میں بدل دیا۔ بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما أنزل اللہ (في علي) بغیا (الکافی جلد 1 صفحہ 417) وان کنتم فی ریب مما نزلنا (فی علی) فاتوا بسورۃ من مثلہ (الکافی جلد 1 صفحہ 417) یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا (في علي) نورا مبینا (الکافی جلد 1 صفحہ 417) قمی لکھتا ہے جو تحریف شدہ آیات ہیں ان میں یہ فرمان باری تعالی بھی ہے لکن اللہ یشھد بما انزل الیک (في

علي) أنزله بعلمه والملائكة يشهدون یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک (فی علی) والم تفعل فما بلغت رسالتہ ان الذین کفروا وظلموا (آل محمد حقھم) لم یکن اللہ لیغفرلھم وسیعلم الذین ظلموا (ال محمد حقھم) في غمرات الموت (تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 160) (تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 48 100 110 122 126) قمی کہتاہے کہ اس کی بہت زیادہ مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔(تفسیر القمی جلد 1۔صفحہ 10 - 11) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اس آیت کے بارے میں لکھتاہے کہ یہ اس طرح نازل ہوئی تھی کنتم خیر (أئمة) أخرجت للناس (تفسیر القمی جلد 1 صفحہ 110) کلینی رضا سے اس آیت کبر علی المشرکین کے بارے میں روایت کرتاہے کہ وہ اس کے بعد (ولایۃ علی) کااضافہ کرتے ہیں اور ماتدعوھم الیہ کے بعد (یامحمد من ولایۃ علی) کا اضافہ کرتے ہیں کتاب اللہ میں ایساہی لکھاہے (الکافی جلد 1 صفحہ 418) آیت۔فستعلمون من ھو في ضلال مبین میں یہ (یامعاشر المكذبين حيث رسالة ابي في ولاية علي عليه السلام والائمہ من بعده من ھو في ضلال مبين) جھٹلانے والوں کااضافہ کرتے ہیں پھر وہ اس بات کے ساتھ اس کفراور تحریف کی توثیق وتاکید کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہی نازل ہوئی تھی (الکافی جلد 1 صفحہ 421) اللہ تعالی کے اس فرمان فلنذیقن الذین کفروا میں بترکھم ولایت (امیر المومنین علیہ السلام عذابا) شدیدا فی الدنیا ولنجزینھم اسواء والدین کانوایعملون کااضافہ کرتے ہیں (الکافی جلد 1 صفحہ 321)

خلاصہ: اس گروہ کی ایک جماعت صدیوں سے مسلسل اللہ تعالی کے کلام میں انسانی کلام داخل کرنے کی احمقانہ کوشش کرتی رہی ہے اس نے امکانی حد تک بہت بڑی تعداد تیار کرنے کے لیے پورا زور لگایاان کوششوں کی مثالوں کے علاوہ جو ہم نے ذکر کی ہیں اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں جیساکہ فصل الخطاب کے مؤلف نے 1000 پیش کردہ مثالوں سے تحریف القرآن کے افسانے کو ظاہر کیا (فصل الخطاب صفحہ 253) اسی طرح مجلسی نے باب باندھاہے باب التحریف في الایات التی ھی خلاف ماانزل اللہ ممارواہ مشائخنا (بحارالانوار جلد 92 صفحہ 60) کے عنوان کے تحت قائم کردہ ابواب میں ذکر کیاہے ایسے ہی ان کی تفسیر کی کتابیں بھی اس تلچھٹ سے بھری پڑی ہے ان تمام روایت کو فصل الخطاب کے مؤلف نے جمع کیاہے (فصل الخطاب صفحہ 253) رافضہ نے ان تراشیدہ روایت کو کتاب اللہ سے ساقط ہونے والی آیات کاایک حصہ شمار کیاہے کلینی کافی میں روایت کرتاہے ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد سبعۃ عشر الف ایۃ،وہ قرآن جو جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اس کی 17000 آیات تھیں (اصول الکافی کتاب فضل القرآن باب نوادر جلد 2 صفحہ 134) جب کہ قرآنی آیات جس طرح مشہور ہے کہ چھے ہزار سے کچھ زائد ہیں اس روایت کا تقاضایہ ہے کہ تقریبادوتہائی حصہ ساقط ہے اور یہ کتنابڑاافتراہے۔یہ روایت کافی میں ہے جوان کی سب سے صحیح کتاب ہے لیکن کچھ شیعہ کا کہناہے کہ کافی میں ساری روایت صحیح نہیں ہے کتاب (دعوۃ التقریب صفحہ 383) (شیعہ بین الحقائق والاوھام صفحہ 419۔420) اگر ہم اس جیسے قول کو حقیقت پر محمول کریں تقیہ پر نہیں جوان کے ہاں حسن اور صحیح اور ضعیف کے اصول وضوابط پر تحفظات اور اس سلسلے میں ان کے اختلافات اور اضطراب اگر ہم اس سے

بھی تجاوز کریں کیونکہ ان کے نزدیک ضعیف کا حکم کبھی صرف سند پر ہو سکتا ہے ان کا کہنا ہے الکافی کی اکثر احادیث کی اسناد صحیح نہیں لیکن وہ متون کے لحاظ سے اور عقائد حقہ کی معرفت کے اعتبار سے معتبر ہیں ان جیسی روایات میں سند کو نہیں دیکھا جاتا مقدمہ شرح جامع الشعرانی میں ہے اگر ہم ان تمام باتوں سے صرفِ نظر کریں اور ان کے علماء سے اس روایت کی صحت کے بارے میں جواب چاہے تاکہ ہم اپنے اس عمل میں انکی کتب الرجال کی روشنی میں اسناد پر غور کر کے زیادہ سے زیادہ غیر جانبدار رہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ مجلسی سابقہ روایت کے متعلق کہتا ہے فالخبر صحیح ولا یخفی ان ھذا الخبر وکثیرا من الاخبار الصحیحۃ صریحۃ فی نقص القرآن وتغیرہ وعندی ان الاخبار فی ھذا الباب متواترۃ معنی وطرح جمیعھا یوجب رفع الاعتماد عن الأخبار رأسا بل ظنی أن الأخبار في ھذا الباب لا یقصر عن اخبار الامامۃ فکیف یثبتونھا بالخبر، لھذا یہ خبر صحیح ہے مخفی نہ رہے کہ یہ خبر اور دیگر بہت ساری صحیح روایات صراحتاً قرآن پاک میں کمی اور تبدیلی پر دلالت کرتی ہیں اور میرے نزدیک تحریف قرآن کے مسئلہ میں روایات ماننا متواتر ہیں اور ان سب روایات کو ترک کرنا تمام ذخیرہ حدیث سے اعتماد کو اٹھانا ہے، بلکہ میرا خیال ہے کہ تحریف قرآن کی روایات مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں، اگر ان روایات کا اعتبار نہ ہوا تو مسئلہ امامت روایات سے کیسے ثابت کریں گے ؟(مرآۃ العقول جلد 2 صفہ 536) مجلسی کی یہ گواہی ان کے نزدیک انتہائی زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ وہ کافی کا محقق شارح ہے جس نے اس میں صحیح اور ضعیف کو بیان کیا ہے مرآۃ العقول اور محمد جواد مغنیہ کی کتاب العمل بالحدیث وشروطہ وعند الامامیۃ ضمن (کتاب دعوۃ التقریب صفحہ 383) معاصر علماء سے اس روایت کی صحت کے متعلق آگاہی چاہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا عالم عبد الحسین مظفر کہتا ہے یہ صحیح طرح موثق ہے (الشافی شرح اصول الکافی جلد 7 صفحہ 227) یہ بحث تھی اس روایت کے صحیح ہونے پر اب اس روایت کے معنی کیا ہیں تو اس کی وضاحت کافی کا شارح محمد صالح بن احمد مازندرانی یوں کرتا ہے قرآن کی آیات 6500 ہیں اور اس سے جو زائد حصہ ہے وہ تحریف کی وجہ سے ساقط ہو چکا ہے (شرح جامع الکافی جلد 11 صفحہ 76) مجلسی کہتا ہے یہ روایت اور بہت ساری دیگر صحیح روایات قرآن میں کمی اور تحریف کے حوالے سے صریح ہیں (مرآۃ العقول جلد 2 صفحہ 536) ابن بابویہ شروعات کے بارے میں الاعتقادات میں جو ان کے معاصر علماء کی تحقیق کے مطابق معتبر کتاب ہے (الذریعہ جلد 13 صفحہ 101) وہ کہتا ہے یقیناً قرآن کے علاوہ اتنی وحی نازل ہوئی ہے کہ اگر اسے قرآن کے ساتھ جمع کر لیا جاتا تو وہ 17 سترہ ہزار آیت کی مقدار کے برابر ہوتی یہ جبرائیل کے اس قول کی طرح ہے عش ماشئت فانک میت واحبب ما شئت فإنک مفارقہ واعمل ما شئت فإنک ملاقیہ (الاعتقادات صفحہ 102) اس کے بعد اس نے اس جیسی کئی مثالیں پیش کی ہیں

تباین: ابن بابویہ کہتا ہے نزل من الوحي الذي لیس بقرآن قرآن کے علاوہ نازل ہونے والی وحی جبکہ کلینی کہتا ہے ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل وہ قرآن جس کو جبرائیل لے کر آئے ابن بابویہ کہتا ہے کہ کمی غیر قرآن میں ہے جبکہ کلینی کہتا ہے کمی قرآن میں ہے اسی لئے مجلسی اور مازندرانی نے اس روایت کی ایسی شرح کی ہے جو اس ملحدانہ سوچ کے ظاہری مفہوم کے مطابق ہے جب

کہ ہم ابن بابویہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ روایت میں مذکور قرآن کریم کی آیات کی تعداد سے زیادہ تعداد کو قدسی احادیث پر محمول کرتا ہے وافی کا مصنف لفظی تحریف کی کفریہ تاویلات کرتے ہوئے قرآن کی آیات سے زائد تعداد بتاتا ہے کہ ان آیات کی ہو جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے (الوافی مجلد ثانی جلد 1 صفحہ 273) شیعہ کا آج کا سب سے بڑا عالم اور مرجع خوئی جو ظاہرا قرآن کا دفاع کرتا ہے لیکن موقف اختیار کرتا ہے کہ تلاوت منسوخ ہونے کا قول تحریف کا قول ہے (البیان صفحہ 201) گویا اس نے چاہا کہ یہ دروازہ ہی بند کردے اور ثابت شدہ قاعدے کو رد کردے تاکہ مبہم اور غیر واضح انداز میں اپنے دل میں چھپائے ہوئے عقیدے کو ثابت کرسکے نسخ اور تحریف کے درمیان فرق بالکل واضح ہے تحریف بشر کا فعل ہے اور اللہ تعالی نے اس کے فاعل کی مذمت کی ہے اور نسخ اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا أو مثلھا

خلاصہ: جیسا کہ کلینی کہتا ہے کہ دو تہائی قرآن ساقط ہو چکا ہے اور قرآن تین حصوں میں نازل ہوا تھا ایک حصہ ہمارے دشمنوں کے بارے میں ایک سنن اور امثال ہیں اور ایک تہائی فرائض اور احکام اللہ کے کہا جاتا ہے کہ اگر یہ قرآن جس طرح نازل ہوا تھا پڑھا جاتا تو اس میں ہمارا نام بنام ذکر ہوتا اور یہی ان تمام کوششوں کا محور اور ظاہری ہدف ہے اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ امت ان تمام طویل صدیوں میں گم ہی رہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر اب تک اس کے پاس کتاب کا صرف تیسرا حصہ ہی رہا ہے اور آئمہ جن کے پاس ان کے دعوے کے مطابق مکمل قرآن ہے کھڑے تماشہ دیکھتے رہے ہیں انہوں نے امت کو وہ نہیں پہنچایا تاکہ وہ گمراہی کے اسیر رہیں اور ان کو دوست اور دشمن کی تمیز نہ رہے وہ لوگوں کو مہدی کے ہاتھ قرآن کے ظاہر ہونے کا جھانسہ دیتے رہے نہ ہی امام غائب واپس لوٹ رہا ہے نہ ہی مصحف ظاہر ہو رہا ہے اگر امت اس کے بغیر ہدایت پر گامزن رہ سکتی ہے تو اس کے منتظر کے ساتھ ظاہر ہونے کا کیا فائدہ ہے اگر یہ امت کی ہدایت کے لئے اساس ہے تو ائمہ شیعہ اسکے اور امت کے درمیان حائل کیوں ہیں صرف اسی لیے کہ ان کی نگاہ میں امت حیران و سرگردان اور گمراہ ہی رہے کیا اللہ تعالی نے اپنی کتاب کو اس لیے نازل کیا تھا کہ وہ منتظر کی اسیر رہے اللہ تعالی نے قرآن کو اس لئے نازل کیا تھا کہ امت کے پاس حرام حلال کے پہچان کے حصول کا کوئی ذریعہ نہ رہے شیعہ روایات کہتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تحریف کے خوف سے اپنے مصحف کو نہ نکال سکے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ امت جو امت خیر ہے اس کے نصیب میں بدبختی اور گمراہی لکھ دی گئی ہے جس سے صرف منتظر کے اصحاب مستثنی ہیں کیونکہ وہ اپنے مصدر ہدایت اور سعادت کی اساس سے ہمیشہ دور رہے گی جبکہ ان کے نزدیک ائمہ ان وسائل تبلیغ کے مالک ہیں جو انبیاء کی دسترس میں بھی نہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آئمہ ان کے گمان کے مطابق مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں ان طاقتوں کے ہوتے ہوئے ان کے لیے مکمل قرآن نشر کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا جیسا کہ مجلسی نے باب جوامع میں المعجزات کے عنوان کے تحت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک شخص کے پاس سے گزرنا ذکر کیا ہے جو ہو ہو کی رٹ لگا رہا تھا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قریب کیا اور کوئی خفیہ کلام اس کے کان میں پھونکا جس

سے اس کے دل میں سارے قرآن کی صورت گری ہوئی اور سارا قرآن حفظ ہو گیا(بحار الانوار جلد 42 صفحہ 17)اس کے علاوہ الکافی نے سو کے قریب ابواب ائمہ کے اوصاف میں باندھے ہیں مجلسی اور دوسرے محدیثین نے ہزاروں احادیث ائمہ کے مافوق الفطرت طاقتوں کے بارے میں نقل کی ہیں جیسا کہ ماکان مایکون کا علم رکھنا اپنی مرضی سے مرنا اپنی موت کی خبر ہونا(الکافی جلد 1 صفحہ 260 الکافی جلد 1 صفحہ 258)ان تمام اوصاف کے ہوتے ہوئے شیعت کا الزام لگانا کے قرآن کو تبدیل کر دیا گیا یاللعجب ہے۔

نتیجہ: قرآن بارے شیعت بہت زیادہ متضاد نظریات کا شکار ہے اور وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اصول الدین اور اخص الخاص نظریہ امامت قرآن میں موجود نہیں ہے اور یہ اقرار بارہا شیعہ محققین نے کیا ہے اب جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اصول الدین اہل تشیع یا ایمانیات اہلتشیع توحید عدل نبوت امامت اور معاد قرآنی ایمانیات نہیں ہیں تو ان اصول الدین یا ایمانیات کی حقیقت کیا ہو گی؟

تمت بالخیر

ہمارے رسالے کا موضوع ایمانیات اہلتشیع اور عبداللہ بن سبأ کا پہلا حصہ ان دو سوالات پر مکمل ہوتا ہے

۱۔۔۔سوال: رسول ﷺ کا کوئی ایک فرمان صحیح مرفوع غیر معارض جس میں رسول ﷺ نے فرمایا ہو امت کے ایمانیات

۱۔توحید ۴۔امامت۔عصمت۔وصیت

۲۔عدل ۵۔معاد(رجعت)

۳۔نبوت

۲۔۔۔سوال: قرآن مجید کی 102 سورہ کی 525 ایمانیات کی آیات میں سے کوئی ایک آیت جس میں اللہ نے حکم دیا ہو کہ ایمان لاو

۱۔توحید ۴۔امامت۔عصمت۔وصیت

۲۔عدل ۵۔معاد(رجعت)

۳۔نبوت

شیعہ مذہب میں پانچوں اصول الدین یا ایمانیات توحید عدل نبوت امامت اور معاد پر بحث کتاب کے دوسرے حصے حقیقت ایمانیات اہل تشیع میں کی جائے گی ان شاءاللہ تعالی

والسلام۔۔۔۔۔۔